وفاق المدارس العربیہ پاکستان کا ترجمان

ماہنامہ وفاق المدارس ملتان

جلد نمبر ۲۰ شمارہ نمبر ۸ شعبان المعظم ۱۴۴۴ھ مارچ ۲۰۲۳ء

سرپرست

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم
صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق حقانی مدظلہم
سینئر نائب صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

مدیر اعلیٰ

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہم
ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

مدیر

مولانا محمد احمد حافظ

بیاد

شمس العلماء
حضرت مولانا شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ

استاذ العلماء
حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ

محدث العصر
حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ

مفکر اسلام
حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ

جامع المعقول والمنقول
حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ

رئیس المحدثین
حضرت مولانا سلیم اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ

استاذ المحدثین
حضرت مولانا عبد الرزاق اسکندر رحمۃ اللہ علیہ

خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ

وفاق المدارس العربیہ پاکستان گارڈن ٹاؤن شیر شاہ روڈ ملتان

فون نمبر 061-6514525-6514526-27, فیکس نمبر 061-6539485
Email:wifaqulmadaris@gmial.com web:www.wifaqulmadaris.org

ناشر: حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری ● مطبع: اقرا اختر پرنٹنگ پریس پرانی غلہ منڈی دہلی گیٹ ملتان
شائع کردہ مرکزی دفتر وفاق المدارس العربیہ گارڈن ٹاؤن شیر شاہ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین

ترکی اور شام میں تباہ کن زلزلہ......	کلمۃ المدیر	۳
مسابقات حفظ وتجوید جنت کی طرف مسابقے کی نوید ہے	حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم	۷
کامیابی کا واحد راستہ قرآن ہے	حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہم	۱۰
مسابقات حفظ وتجوید باعث رحمت وبرکت ہیں	حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہم	۱۷
عظیم الشان قومی مسابقہ حفظ وتجوید کا انعقاد	حضرت مولانا قاری احمد میاں تھانوی مدظلہم	۲۲
قومی مسابقہ حفظ قرآن کریم	مولانا عبدالقدوس محمدی	۲۷
علماءِ امت سے کچھ خاص خاص باتیں	حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ	۳۱
اِفتاء کے میدان میں دیانت اور قضاء کا فرق	مولانا مفتی عبید الرحمٰن	۳۷
علمِ حدیث کے متعلق چند اہم نکات	مولانا یاسر عبداللہ صاحب	۴۸
عظیم فقیہ ومحدث مولانا رشید احمد گنگوہیؒ	مولانا بدر الحسن القاسمی (کویت)	۵۱
سانحہ تاندہ ڈیم کوہاٹ	مفتی سراج الحسن	۵۶
وفاق المدارس العربیہ صوبہ بلوچستان کی سرگرمیاں	مولانا سید عبدالرحیم، چمن	۵۹
تبصرہ کتب	محمد احمد حافظ	۶۲

وفاق المدارس العربیہ پاکستان

سالانہ بدل اشتراک

بیرون ملک امریکہ، آسٹریلیا، جنوبی افریقہ اور یورپی ممالک ۳۰ ڈالر-سعودی عرب، انڈیا اور متحدہ امارات وغیرہ ۲۳ ڈالر-ایران، بنگلہ دیش ۲۰ ڈالر-

اندرون ملک قیمت: فی شمارہ: 40 روپے، زرسالانہ مع ڈاک خرچ: 500 روپے

کلمۃ المدیر

ترکی اور شام میں تباہ کن زلزلہ......اور ہماری ملّی ذمہ داری

نحمده و نصلی علیٰ رسوله الکریم !

تمام حمد وثنا اس ذات بے ہمتا کے لیے ہے جو ہمارا خالق و مالک اور پالنہار ہے۔ جو تمام قوتوں کا مالک ہے۔ درود وسلام ہو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر، آپ کے اہل بیت پر اور آپ کے جاں نثار صحابہ پر......رضی اللہ عنہم!۔

چھ فروری پیر کی صبح ترکی اور شام کے بعض علاقوں میں خوفناک زلزلہ آیا، ٹیکنالوجی اور ترقی کے اس جدید دور میں بلند و بالا عمارتیں لمحوں میں زمیں بوس ہوگئیں، دیکھنے والی آنکھوں کی پلکیں بھی نہیں جھپکی تھیں کہ سب کچھ میدان میں تبدیل ہوگیا۔ یہ کیسے ہوا، کیوں ہوا؟ اس کا جواب کسی کے پاس نہیں ہے۔ یہ قدرت خداوندی کے سامنے انسانی بے بسی؛ عجز اور لاچاری کا اظہار ہے۔

اس زلزلے میں بے شمار انسان دس دس منزلہ عمارتوں کے تہ بہ تہ ملبے تلے دب گئے، لاکھوں افراد زخمی اور ایک اندازے کے مطابق ۵۰۰۰۰ ہزار کے قریب افراد جاں بحق ہوئے، جبکہ ۶۴۰۰ سے زائد عمارتیں مکمل تباہ ہوئیں۔ زلزلے کے جھٹکے اپنے مرکز سے سینکڑوں میل دور دِمشق، لبنان، فلسطین، قبرص اور یونان میں بھی محسوس کیے گئے۔

ترکی اور شام ایک زلزلہ زدہ علاقے میں واقع ہیں اور اپنی پوری تاریخ میں متعدد زلزلوں کا سامنا کر چکے ہیں۔ ان زلزلوں نے خطے میں بے پناہ تباہی اور جانی نقصان پہنچایا ہے۔ ترکی کے جنوب انطاکیہ، غازی عنتب، اور شمالی شام: ادلب حلب میں 7.8 شدت کے حالیہ شدید زلزلے نے بھی قیامت صغریٰ پیدا کردی ہے، ہر طرف موت کا منظر، چیخنے چلّانے کی آوازیں، خوف، بے بسی، سسکیاں اور آہیں تھیں۔

جھولتی اور تنکوں کی طرح بکھرتی عمارتوں کے دل دہلا دینے والے مناظر سوشل میڈیا پر عام ہیں۔ ترکی سے آن لائن ایسی متعدد ویڈیوز شیئر کی گئی ہیں جن میں رہائشی عمارتیں گرتی ہوئی دیکھی جاسکتی ہیں جبکہ امدادی کارکنان ملبے تلے دبے افراد کی تلاش میں ہیں۔

شام کے آزاد علاقے حلب، ادلب اور ترکی کے ساتھ شام کے سرحدی شہروں کی صورت حال بدترین ہے، یہ علاقے پہلے ہی بشار الاسد اور عالمی قوتوں کی تزویراتی جنگوں کے باعث کھنڈرات کی صورت اختیار کر چکے تھے؛ زلزلے کے بعد تو مزید ملیامیٹ ہوگئے ہیں۔ ترکی میں زلزلے کے فوری بعد بڑے پیمانے پر امدادی کارروائیوں کا سلسلہ جاری ہوگیا تھا مگر شامی علاقے خصوصاً ادلب اور حلب وغیرہ میں کوئی پرسان حال نہیں، ناکافی وسائل کی وجہ

سے امدادی سرگرمیاں اس طرح شروع نہیں ہوسکیں جس طرح ترکی میں آغاز کردیا گیا تھا۔غیر ملکی امدادی تنظیموں کا زیادہ تر رخ ترکی کی جانب ہی ہے۔شامی پناہ گزینوں کی صورت حال زیادہ مخدوش ہے، بے شمار شامی مہاجر خاندان جو ہجرت کرکے ترکی کے سرحدی علاقوں میں پناہ گزین ہوئے تھے؛ وہ بھی بہت زیادہ متاثر ہوئے ہیں۔

زلزلہ قدرتی آفات میں سے ہے، ان آفات کے سامنے کسی کا زور نہیں چل سکتا، چند ماہ قبل جب پاکستان میں شدید ترین سیلاب آیا تو بے شمار بستیوں کو بہالے گیا۔ بڑی بڑی عمارات ریت کے گھروندوں کی طرح بہہ گئیں، دیکھا گیا کہ کئی کئی ٹن وزنی پتھر خس وخاشاک کی طرح سیلابی پانی کے بہاؤ میں بہتے چلے جارہے تھے۔ بلاشبہ انسان قدرت خداوندی کے سامنے بے بس ہے۔ مگر کوئی بھی انسان مصیبت زدگان کی مدد و نصرت اور تعاون سے بے بس نہیں، مسلمان کا معاملہ تو مختلف ہے کہ وہ کسی بھی خطے اور علاقے کا ہو؛ وہ ہزاروں میل دُور بیٹھے اپنے دوسرے مسلمان بھائی کے دُکھ درد اور مصیبت کا نہ صرف احساس رکھتا ہے بلکہ اس دکھ اور مصیبت کو دور کرنے کے لیے اپنی تمام توانائیاں صرف کردیتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

مَثَلُ الْمُؤمِنِيْنَ فِيْ تَوَادِّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ، مَثَلُ الْجَسَدِ اِذَا اشْتَكیٰ مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعَیٰ لَهٗ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهْرِ وَالْحُمّٰی (متفق علیہ)

مسلمان کہیں بھی رہتا ہوا اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں کے دکھ درد کو محسوس کرتا اور اسے دور کرنے کی پوری کوشش کرتا ہے۔ یُؤثِرُوْنَ عَلیٰ اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَه اہل ایمان ہی کا خاصہ ہے۔

پاکستان میں جب جب قدرتی آفات آئیں؛ ہم نے دیکھا کہ اہل ترکی بے تابانہ ہماری مدد کو آئے، مصیبت زدگان کی اَشک شوئی کی، انہیں سنبھالا، بے گھروں کو سائبان مہیا کیا، بیماروں کو دوا دی، حوصلہ دیا اور ہمت بندھائی۔ آج اہل ترکی وشام پر مصیبت آئی ہے تو ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کے دست وبازو بنیں، مصیبت کی اس گھڑی میں ان کے ساتھ کھڑے ہوں، ان کا سہارا بنیں۔

الحمدللہ عالم اسلام کے بیشتر ممالک نے اس مرحلے میں سستی نہیں دکھائی اور بہت سے مسلم رفاہی ادارے زلزلہ زدگان کی مدد کے لیے پہنچے ہیں۔ پاکستان سے بھی کئی رفاہی ادارے وہاں کام کررہے ہیں، یہ اعزاز بھی پاکستانی نژاد امریکی باشندے ہی کے حصے میں آیا کہ اس نے بغیر کسی شناخت کے کئی ملین ڈالر ترکی کے زلزلہ زدگان کے لیے عطیہ کیے ہیں۔ یہ کردار ہم سب کے لیے مثال اور دعوت فکر ہے کہ اس مرحلے میں تمام مسلمانوں کو اپنے بھائیوں کی فکر کرنے کی ضرورت ہے۔ پاکستان نے سرکاری سطح پر ترکی کے زلزلہ زدگان کے لیے ریلیف فنڈ قائم کیا ہے، ہمارے ہاں سے کئی رفاہی تنظیمیں اور بعض قابل ذکر شخصیات ترک اور شامی بھائیوں کی مدد و نصرت اور

وفاق المدارس العربیہ پاکستان

تعاون کے لیے سرگرم ہیں۔ہم میں سے ہر ایک کو اپنی استطاعت کے مطابق ان اداروں کے ذریعے دست تعاون بڑھانا چاہیے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی ناصر ہو......آمین!۔

وفاق المدارس العربیہ کے تحت قومی مسابقہ حفظ مع التجوید

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے زیر اہتمام عظیم الشان مسابقات حفظ وتجوید کا انعقاد ہوا۔پہلے ڈویژنل اور صوبائی سطح پر مقابلے ہوئے ،اس کے بعد فائنل مسابقہ شاہ فیصل مسجد اسلام میں ۴/رجب المرجب ۱۴۴۴ھ مطابق ۳۰/جنوری ۲۰۲۳ء پیر کے روز ہوا۔اس مسابقے میں ملک بھر سے منتخب کل ۱۶/حفاظ نے حصہ لیا تھا۔شاہ فیصل مسجد اسلام آباد میں درج ذیل تین خوش نصیب طلبہ نے اول؛دوم؛سوم کی پوزیشنیں اپنے نام کیں:

(۱) محمد اذہان بن جان محمد، متعلم دار العلوم مدنیہ بٹ خیلہ مالاکنڈ۔

(۲) محمد علی بن عبدالواحد، متعلم مدرسہ علوم القرآن مردان

(۳) حارث احمد بن مثقال الدین، متعلم جامعہ سراجیہ ظہیریہ منظور کالونی کراچی۔

اول پوزیشن حاصل کرنے والے خوش نصیب حافظ قرآن کو ڈیڑھ لاکھ روپے، دوسری پوزیشن حاصل کرنے والے حافظ قرآن کو ایک لاکھ پچیس ہزار روپے اور تیسری پوزیشن حاصل کرنے والے خوش نصیب حافظ قرآن کو ایک لاکھ روپے انعام دیا گیا۔

اسی طرح پوزیشن حاصل کرنے والے بچوں کے اساتذہ کرام کو بھی بالترتیب ڈیڑھ لاکھ، ایک لاکھ پچیس ہزار اور ایک لاکھ روپے انعام اور اعزازی شیلڈز پیش کی گئیں۔وفاق المدارس کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہم نے پہلی پوزیشن لینے والے بچے کیلئے عمرہ کے ٹکٹ کا بھی اعلان کیا۔فیصل مسجد اسلام آباد کے اس عظیم الشان پروگرام میں اکابر وفاق کے ہونے والے بیانات اور تفصیلات آئندہ صفحات میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

دورہ ہائے تدریبیہ للغۃ العربیہ کا انعقاد

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی مجلس عاملہ کے ایک فیصلہ کے مطابق آئندہ برس وفاق المدارس العربیہ کے تحت سالانہ امتحانات میں درجہ کتب کے طلبہ کے لیے ایک پرچہ عربی میں حل کرنا لازم ہوگا۔اس سے جہاں ایک طرف عربی زبان کی ترویج واشاعت مقصود ہے وہیں طلبہ کی علمی استعداد میں اضافہ بھی مطلوب ہے۔چناں چہ پاکستان بھر کے متعدد بڑے جامعات میں سالانہ تعطیلات کے دوران اساتذہ وطلبہ کے لیے عربی زبان کے تدریبی دورہ جات کا انعقاد کیا جارہا ہے۔اس سلسلے میں دارالعلوم کراچی، جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن، جامعہ فاروقیہ

(مقر ثانی، حب) اور کئی دیگر بڑے مدارس میں یہ دورہ جات ہو رہے ہیں۔

طلبہ واساتذہ کو ان دورہ جات میں ضرور شرکت کرنی چاہیے۔عربی زبان کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔آٹھ برس مدارس میں پڑھنے والے طلبہ کو عربی تحریر وانشا اور فی البدیہہ تکلم پر قدرت ہونی چاہیے۔جو اساتذہ وطلبہ عربی تحریر و تکلم میں کمزوری محسوس کرتے ہوں انہیں تعطیلات میں ضرور اس نوعیت کے دورہ جات میں شرکت کرنی چاہیے۔

وفاق المدارس العربیہ کے تحت سالانہ امتحانات مکمل

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے تحت حسب روایت سابق بہترین انتظامات کے ساتھ سالانہ امتحانات منعقد ہوئے۔ ۱۸ر فروری سے درجات کتب کے سالانہ امتحانات کا آغاز ہوا؛ جو چھ دن مسلسل مثالی نظم کے ساتھ چلتا رہا۔جبکہ اس سے قبل درجہ حفظ کے امتحانات کا سلسلہ ملک کے تمام اضلاع میں جاری تھا، جو اپنی مثالی روایات کے مطابق بحسن وخوبی اختتام پذیر ہوئے، اس سال تقریباً ایک لاکھ حفاظ طلبہ وطالبات شعبہ حفظ کے امتحان میں شریک ہوئے۔ درجہ کتب کے امتحانات کے سلسلے میں وفاق المدارس العربیہ نے پہلی بار ہزاروں مدارس و جامعات کے لاکھوں طلبہ وطالبات کو رول نمبر سلپس کا آن لائن اجراء کیا، یہ رول نمبر سلپس صرف مدارس کے ذمہ داران خفیہ کوڈ کے ذریعہ حاصل کر سکتے تھے،انفرادی رول نمبر سلپس حاصل نہیں کی جا سکتیں تھیں۔مجموعی طور پر بائیس مختلف درجات کے امتحانات لئے گئے، جن میں طلبہ وطالبات کے درس نظامی، دو سالہ دراسات دینیہ کورس، تجوید للحفاظ و الحافظات سمیت ابتدائی عصری نصاب متوسطہ کے درجات شامل ہیں۔

۱۸ر فروری سے شروع ہونے والے امتحانات ۲۳ر فروری کو اختتام پذیر ہوئے۔ایک لاکھ حفاظ وحافظات کے علاوہ مذکورہ درجات کے امتحانات میں سوا چار لاکھ طلبہ وطالبات نے شرکت کی۔اس طرح مجموعی طور پر درجات حفظ وکتب میں سوا پانچ لاکھ طلباء وطالبات امتحان میں شریک ہوئے۔گزشتہ سال کی نسبت تقریباً پچاس ہزار طلبہ وطالبات کا ریکارڈ اضافہ ہوا۔اس سال درس نظامی کی تکمیل کرنے والے گیارہ ہزار چھ سو تریسٹھ (۱۱۶۶۳) طلبہ اور اکیس ہزار نو سو بیس (۲۱۹۲۰) طالبات امتحان میں کامیاب ہو کر سند فراغت حاصل کریں گی۔دراسات دینیہ کے دو سالہ کورس مکمل کرنے والے دو ہزار آٹھ سو پینتالیس (۲۸۴۵) طلبہ اور بائیس ہزار چھ سو بیس (۲۲۶۲۰) طالبات شریک امتحان ہونگی۔جبکہ تجوید للحفاظ والحافظات اور تجوید للعلماء والعالمات میں تیرہ ہزار ستاون (۱۳۰۵۷) طلبہ و طالبات شریک ہوئے۔مجموعی طور پر تمام درجات کے پانچ لاکھ بیس ہزار آٹھ سو چونتیس (۵۲۰۸۳۴) طلبہ وطالبات کے نتائج تقریباً ایک ماہ سے بھی کم مدت میں ایک ساتھ جاری کئے جائیں گے ان شاء اللہ!

مسابقات حفظ وتجوید جنت کی طرف مسابقے کی نوید ہے

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم العالیہ

قومی مسابقہ حفظ وتجوید منعقدہ ۴؍رجب المرجب ۱۴۴۴ھ مطابق ۳۰؍جنوری ۲۰۲۳ء بروز پیر بمقام شاہ فیصل مسجد اسلام آباد ؛میں حضرت صدر وفاق مدظلہم کا اہم صوتی پیغام سنایا گیا، جو تحریری شکل میں قارئین وفاق المدارس کے لیے پیش خدمت ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا ومولانا محمد خاتم النبیین وامام المرسلین وعلی آلہٖ واصحابہ اجمعین وعلی کل من تبعھم باحسان الی یوم الدین.

حضرات علماء کرام، اساتذہ عظام اور میرے عزیز طالب علم ساتھیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ!

میرا پختہ ارادہ تھا کہ آج جو پاکستان گیر مسابقہ اسلام آباد میں منعقد ہو رہا ہے اس میں شرکت کی سعادت حاصل کروں، لیکن کچھ ناگزیر وجوہات کی بنا پر میرا یہ سفر نہیں ہو سکا اور میرا خیال ہوا کہ اگر میں بذات خود حاضر نہیں ہو سکا تو کم از کم اس ٹیلیفون کے ذریعہ اپنے جذبات کا تھوڑا سا اظہار آپ کی خدمت میں کر دوں۔

الحمدللہ وفاق المدارس العربیہ کی مجلس عاملہ نے حضرت مولانا قاری احمد میاں صاحب تھانوی دامت برکاتہم العالیہ کی تجویز پر یہ قرارداد منظور کی تھی کہ پورے ملک میں حفظ القرآن کے مسابقے منعقد کیے جائیں۔ چنانچہ حضرت مولانا قاری احمد میاں صاحب کی توجہ اور ان کی کوششوں اور ان کے رفقاء کی مساعی اس سلسلہ میں بارآور ہوئیں اور ملک کے تقریباً ہر ڈویژن میں اور پھر صوبائی سطح پر یہ مسابقات منعقد ہوئے۔ یہ دیکھ کر بہت ہی زیادہ مسرت ہوئی کہ الحمدللہ دارالعلوم اور کتنے مدارس عربیہ دینیہ ہمارے ملک میں قائم ہیں، ان سب میں اس مسابقے کے اندر حصہ لینے کی ایک دوسرے سے بڑھ کر کوشش ہوئی اور ان بچوں سے قرآن کریم کا امتحان لیا گیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے سارے پاکستان سے ہر صوبہ سے ہر ضلع ہر ڈویژن سے بچے اس مسابقہ میں شریک ہوئے۔

یوں تو دنیا کے اندر بہت سے مسابقے ہوتے ہیں اور آجکل کھیلوں کے مقابلے سب سے زیادہ توجہ کے مستحق سمجھے جاتے ہیں، لیکن یہ مسابقہ جو قرآن کریم کے حفظ اور اس کی تجوید کے ساتھ تلاوت کے لیے منعقد ہوا، یہ درحقیقت جنت کی طرف مسابقہ کی ایک شکل ہے۔ قرآن کریم نے جنت اور جنت کی نعمتوں کا ذکر کرکے فرمایا:

وفاق المدارس العربیہ پاکستان

وَفِیْ ذٰلِکَ فَلْیَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ اس میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر لوگوں کو حصہ لینا چاہیے......

تو ماشاء اللہ سارے ملک سے بچوں نے اس میں بہت دلچسپی کے ساتھ اس میں حصہ لیا۔ دو مسابقوں میں مجھے شرکت کی سعادت حاصل ہوئی، ایک وہ جو ڈویژن کی سطح پر ہوا تھا اور ایک وہ جو صوبائی سطح پر ہوا سندھ کے صوبہ میں، تو یہ دیکھ کر بہت ہی خوشی ہوئی کہ ماشاء اللہ بچوں نے بہت بڑھ چڑھ کر اس میں حصہ لیا اور ایک سے بڑھ کر ایک تلاوت کے اعلیٰ نمونے پیش کیے۔ تو امید ہے کہ آج کا یہ ملک گیر مسابقہ بھی اسی طرح کامیاب رہا ہوگا اور اس میں منتخب بچوں نے جو ڈویژن اور پھر صوبوں کے منتخب بچوں نے یہاں پر اس مسابقہ میں حصہ لیا ہوگا تو اس مسابقہ کا ایک اثر یہ ہے کہ الحمد للہ بچوں میں اور اساتذہ کرام میں اس بات کا جذبہ اور زیادہ قوت کے ساتھ ابھرا کہ وہ قرآن کریم کی تعلیم پر خصوصیت کے ساتھ توجہ دیں اور بچوں کو نہ صرف یہ کہ حفظ کے اندر کمال تک پہنچائیں بلکہ اس کی تلاوت کا طریقہ بھی ان کا اسی کے مطابق ہو جس کا قرآن کریم نے حکم دیا ہے؛ کیوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جب قرآن کریم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا تو ساتھ میں یہ بھی فرمایا تھا: فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ یعنی جب ہم حضرت جبرئیل علیہ السلام کے واسطہ سے قرآن کی تلاوت آپ کے سامنے کریں تو آپ اسی تلاوت کی اتباع کریں یعنی قرآن کریم اسی طرح پڑھیں جس طرح حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو پڑھایا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تلاوت بذات خود ایک مقصود ہے اور تلاوت کو اس طریقہ سے ادا کرنا جس طریقہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھایا گیا تھا یہ ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے۔

افسوس ہے کہ ہمارے معاشرے میں اس کی اہمیت انتہائی کم ہوتی جا رہی ہے اور لوگ اگر قرآن پڑھتے بھی ہیں تو اس کو صحیح طریقہ سے پڑھنے کا اہتمام نہیں کرتے، تو امید ہے کہ ان شاء اللہ یہ مسابقہ لوگوں کو اپنے بھولے ہوئے فرض کو یاد دلانے میں اہم کردار ادا کرے گا اور لوگوں کو اس بات کا احساس ہوگا کہ ہمیں قرآن کس طرح پڑھنا چاہیے؟ اس کو اچھی طرح سیکھ کر قرآن کریم کی تلاوت کرنے کی ان کے اندر کوشش کا جذبہ پیدا ہوگا، امید ہے کہ ان شاء اللہ یہ مسابقے قرآن کریم کی ترویج میں اور قرآن کریم کو صحیح پڑھنے کی تشویق میں نمایاں کردار کریں گے۔

آج جن طلبہ نے قرآن کریم کی تلاوت کی اس مسابقہ میں اور ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر بہتر طریقہ سے پڑھنے کی کوشش کی؛ میں ان سب بچوں کو دل سے مبارک باد پیش کرتا ہوں اور ان کے لیے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن کریم کے انوار وبرکات ان کے سینوں میں محفوظ فرمائے اور ان کی زندگیوں میں اس کا اثر ظاہر ہو، ابھی میرا خیال ہے کہ جن بچوں نے پوزیشنیں لی ہیں ان کا اعلان ابھی ہونے والا ہے؛ تو میں ان سارے بچوں کو بھی مبارک باد پیش کرتا ہوں اور ساتھ میں ان کے اساتذہ کرام کو جنہوں نے ان کے اوپر محنت کی اور ان کے والدین کو اور

اہل خاندان کو تہِ دل سے مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کے بچوں کو اس مقام تک پہنچایا۔ یہ پوزیشنیں جوانہوں نے لی ہیں؛ یہ ان شاء اللہ ان کے لیے دنیا وآخرت میں سربلندی کا ذریعہ ہوں گی اور میں یہ بھی امید رکھتا ہوں کہ جن مدرسوں نے اپنے اپنے نمائندے بھیجے ہیں اور اپنے بچوں کو اس مسابقہ میں حصہ دلوایا ہے وہ مدارس بھی قابل صد مبارک باد ہیں، اور انہوں نے جس طرح بچوں کو تیار کیا یہ ان کے لیے طرہ امتیاز ہے، لہٰذا میں آئندہ بھی اس بات کی توقع رکھتا ہوں کہ آئندہ بھی اس قسم کے مسابقات کا سلسلہ جاری رہے گا اور اس میں اسی طرح دلچسپی اور اشتیاق کے ساتھ لوگ شریک ہوں گے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اس بات کی توفیق عطا فرمائے کہ ہم قرآن کریم کے جو حقوق ہیں ان کو ادا کرنے کی طرف متوجہ ہوں۔ قرآن کریم کا پہلا حق یہ ہے کہ اس کی تلاوت کو اپنا معمول بنایا جائے اور تلاوت کو سیکھا جائے کہ تلاوت کس طرح کرنا چاہیے، اور پھر اپنے بچوں کو حفظ قرآن کے لیے آمادہ کیا جائے، کیوں کہ جو بچہ حفظ کرتا ہے وہ درحقیقت قرآن کریم کی حفاظت میں اپنا حصہ ڈالتا ہے، جس کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے اس طرح لی ہے کہ آپ نے فرمایا: اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ ۔ تو امید ہے کہ ان مسابقات کے نتیجہ میں حفظ قرآن اور تجوید قرآن کا جذبہ دلوں میں پیدا ہوگا؛ اور اس میں لوگ بڑھ چڑھ کر آئندہ بھی حصہ لیتے رہیں گے۔

وفاق المدارس العربیہ پاکستان اور خاص طور پر وہ حضرات جنہوں نے ان مسابقات کے انعقاد میں دل وجان سے کوششیں کیں؛ حضرت مولانا قاری احمد میاں تھانوی صاحب مدظلہم العالی اور ان کے رفقاء اور مختلف صوبوں اور ڈویژنوں میں جن مدارس کے اساتذہ کرام نے ان مسابقوں کے انعقاد میں دن رات کوششیں کیں؛ وہ قابل صد مبارک باد ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو اس کی بہترین جزاء دنیا وآخرت میں عطا فرمائے۔ میں دل سے ان سب کے لیے دعا گوں ہوں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید رکھتا ہوں کہ ان شاء اللہ ان کو اللہ تبارک وتعالیٰ اجر عظیم عطا فرمائیں گے۔ ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی عدم شرکت کے باوجود اس اجتماع میں اپنی شرکت کی سعادت حاصل کر رہا ہوں اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو مبارک فرمائے، میں دل سے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنے فضل وکرم سے ہم سب کو قرآن کریم کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

☆☆☆

کامیابی کا واحد راستہ قرآن ہے

حضرت مولانا فضل الرحمٰن دامت برکاتہم

قومی مسابقہ حفظ وتجوید؛منعقدہ فیصل مسجد اسلام آباد میں سرپرست اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہم خاص بیان

نحمدہ ونصلی ونستعینہ ونستغفرہ ونومن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللّٰہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللّٰہ فلامضل لہ ومن یضلل فلاھادی لہ، ونشھد ان لاالٰہ الا اللّٰہ وحدہ لاشریک لہ ونشھد ان سیدنا وسندنا ومولانا محمدا عبدہ ورسولہ، اَرسلہ بالحق بشیرا ونذیرا وداعیا الی اللّٰہ باذنہ وسراجاً منیراً.صلی اللّٰہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وعلیٰ الہ وصحبہ وبارک وسلم تسلیماً کثیراً کثیراً

اما بعد! فاعوذباللّٰہ من الشیطان الرجیم بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

قَدْ جَآئَکُمْ مِنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتَابٌ مُّبِیْن٥ یَھْدِیْ بِہِ اللّٰہُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَہٗ سُبُلَ السَّلَامِ وَیُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّوْرِ بِاِذْنِہٖ وَیَھْدِیْھِمْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْم٥(المائدہ:۱۵،۱۶)

صدق اللّٰہ العظیم

ان مسابقاتِ حفظ وتجوید کے کنویز عالی قدر حضرت قاری احمد میاں تھانوی صاحب دامت برکاتہم العالیہ،وفاق المدارس العربیہ کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری صاحب دامت برکاتہم،اسٹیج پر موجود اکابر علماء کرام،مشائخ عظام،طلبائے عزیز،برخوردارملت،خدام قرآن،میرے بھائیو!میری بہنو اور بیٹیو!

مسابقہ حفظ وتجوید میں کامیاب ہونے والوں کو مبارک باد:

قرآن کریم کی نسبت سے اس عظیم الشان اجتماع اور مسابقات کے تمام مراحل کامیابی کے ساتھ پایہ تکمیل تک پہنچنے پر میں وفاق المدارس کو اور اس کے تمام ذمہ داران اور کارکنان کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔اللہ تعالیٰ اس محنت کو قبول فرمائے۔

قابل رشک ورحمت مجلس:

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

مَـا اجْتَـمَـعَ قَـوْمٌ فِیْ بَیْتٍ مِّنْ بُیُوْتِ اللّٰهِ یَتْلُوْنَ کِتَابَ اللّٰهِ وَیَتَدَارَسُوْنَهٗ بَیْنَهُمْ اِلَّا نَزَلَتْ عَلَیْهِمُ السَّکِیْنَةُ وَغَشِیَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِکَةُ وَذَکَرَهُمُ اللّٰهُ فِیْمَنْ عِنْدَهٗ (صحیح مسلم)

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: فرمایا کہ جو لوگ اللہ کے گھر میں اکھٹے ہو جائیں اور اللہ کی کتاب کو پڑھیں اور ایک دوسرے کو سمجھائیں تو اللہ تعالیٰ اس اجتماع اور اس میں شریک ہونے والوں پر کچھ نقد انعامات نازل فرماتے ہیں، پہلا انعام یہ کہ اس اجتماع میں شریک ہونے والوں پر سکینہ نازل کرتے ہیں، سکینہ سکون تسکین یہ ضد ہے اضطراب اور پراگندگی کی۔ اور علماء فرماتے ہیں کہ سکینہ دل کی اس کیفیت کا نام ہے جس وقت انوار کا نزول ہو رہا ہوتا ہے۔ وَغَشِیَتْهُمُ الرَّحْمَةُ اور اس مجلس اور اس میں شریک ہونے والوں کو رحمت ڈھانپ لیتی ہے، اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت میں ڈھانپ لیتا ہے، اور ایسی مجالس پر، بعض دوسری روایات میں آتا ہے کہ ملائکہ رشک کرتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ نے تخلیق انسان کا فیصلہ کیا اور روئے زمین پر اس کی خلافت کا اعلان کیا تو ملائکہ نے اس وقت کہا:

قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِکُ الدِّمَآءَ

"آپ ایک ایسے مخلوق کی تخلیق کرنا چاہتے ہیں جو روئے زمین پر فساد مچائیں گے اور خون بہائیں گے؟!۔"

اور اپنے بارے میں انہوں نے کہا:

وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَنُقَدِّسُ لَکَ

جب کہ...... "ہم تو آپ کی تحمید و تقدیس کرتے ہیں"

اب دونوں کردار سامنے آگئے، لیکن اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اٹل تھا:

قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ.

تو جب ایسی مجالس منعقد ہوتی ہے تو ملائکہ کو وہ بات یاد آتی ہے کہ ہم نے تو انسان کے بارے میں کچھ اور سوچا تھا کہ اس کو جس خمیر سے پیدا کیا گیا ہے اور اس کے اندر جو عناصر شامل ہیں؛ ان عناصر کے اندر آگ بھی ہے، یہ تو مشتعل ہوگا، فساد مچائے گا، یہ خون بہائے گا، ہم تو دیکھ رہے ہیں کہ وہی انسان بیٹھ کر قرآن پڑھ رہا ہے، اللہ کا ذکر کر رہا ہے، اللہ کا دین ایک دوسرے کو سمجھا رہا ہے، اللہ کی کتاب ایک دوسرے کو سمجھا رہا ہے اور یہ اتنا عظیم الشان منظر ہوگا کہ زمین سے لے کر آسمان تک ملائکہ تہ بہ تہ اس منظر کو دیکھ رہے ہوں گے اور رشک کریں گے کہ اس انسان کے بارے میں ہم نے کیا کہہ دیا تھا؟!۔

آج جو علماء کرام مدارس دینیہ میں علم پڑھا رہے ہیں اور علم کے بعد اس علم پر عمل کرنے کا طریقہ بتاتے ہیں......

وفاق المدارس العربیہ پاکستان

ایک ہے تعلیم اور ایک ہے تربیت، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حیثیت معلم کی تھی: اِنَّما بُعِثْتُ مُعَلِّماً میں استاد بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اور دوسری حیثیت آپ نے فرمایا: بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ میں بلند اخلاق اور اعلیٰ تربیت دینے کے لیے بھیجا گیا ہوں، تو ایسی مجلس کو اللہ کی رحمت ڈھانپ لیتی ہے۔

وحفتهم الملائكة اور ملائکہ اس مجلس کو گھیر لیتے ہیں، رشک کرتے ہیں اس پر وذكرهم الله فيمن عنده اور اپنی مجلس میں اللہ اس مجلس میں شریک ہونے والوں کو یاد کرتے ہیں۔

ہمارے لیے کتنا بڑا اعزاز ہوتا ہے؛ ہم فخر کرتے ہیں اس کے اوپر؛ تو جن لوگوں کو اللہ کی مجلس میں یاد کیا جائے وہ اپنے ماحول میں جن لوگوں کو یاد کرے گا اس سے بڑا عظمت والا کون ہوسکتا ہے؟! اور اس سے بڑھ کر اس پر فخر کرنے والا کون ہوسکتا ہے؟!۔ سو اگر آج آپ ناز کرتے ہیں اس مجلس کی شرکت پر تو بجا کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ جیسے ہی لوگوں کے بارے میں فرمایا۔

قرآن مجید وہ کتاب ہے جو قوموں کو بلندیاں عطا کرتی ہے:

تو میرے محترم دوستو!...... اب یہی قرآن ہے، یہی کتاب ہے، اس پر عمل کرو گے تو یَرْفَعُ بِهَا اَقْوَاماً اور اس کی طرف پیٹھ پھیرو گے، نافرمانی کرو گے تو یَضَعُ بِهَا آخَرِیْنَ اسی سے انسانیت اوپر بھی جاتی ہے اور اسی سے انسانیت نیچے بھی آتی ہے، یہ معیار قرآن کا ہے۔ قرآن پر عمل کرو تو...... وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَاهُوَ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ، نہیں عمل کرو گے تو وَلَا یَزِیْدُ الظَّالِمِیْنَ اِلَّا خَسَاراً. دونوں پہلو سے دیکھنا چاہیے کہ عمل کرنے کا انجام کیا ہے؟ اور عمل نہ کرنے کا انجام کیا ہے؟۔ انسانیت میں جس نے اس کی قدر و قیمت کو پہچانا اس نے اس کو سینہ سے لگایا، اس نے اس کو اپنے دل کا نور بنایا، اپنی آنکھوں کی روشنی بنایا اور اسی سے ہدایت حاصل کی اور راستہ بنایا، اور راستہ بھی کہاں کا؟...... جنت کا۔ وَسَارِعُوْا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ایک دوسرے سے آگے بڑھو بخشش کے لیے اپنے رب کی طرف سے، رحمت کے لیے ایک دوسرے سے آگے بڑھو تا کہ جنت حاصل کرسکو، وہ جنت کہ جس کی چوڑائی سارے آسمان و زمین ہے، اسی لیے فَلْیَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ اسی لیے یہ مسابقین ہیں۔

کامیابی کا واحد راستہ قرآن ہے:

تو کامیابی کا واحد راستہ یہی ہے کہ دُنیوی زندگی کھیتی ہے، کھیتی میں محنت کرو گے تو پھر کچھ ملے گا۔ اب مدارس اگر یہ کام کریں کہ لوگوں کو قرآن کی طرف متوجہ کریں، قرآنی علوم کی طرف متوجہ کریں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قرآن کریم کی تشریح ہیں، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جماعت اس قرآن پر عمل کا ایک نمونہ ہے انسانیت کے سامنے، کیسے معلم اللہ نے انسانیت کو عطا کیا۔ دشمن بھی آج تک چودہ سو سال ہوگئے آپ کے کردار پر انگلی نہیں رکھ سکتا۔ لیکن جو آنکھوں کے بھی اندھے ہیں اور دل کے بھی اندھے ہیں ان کو کیا کہیں، لیکن میں اس پہلو پہ بات کرنا چاہتا ہوں؛ ہم کہتے ہیں کہ قرآن کریم رمضان شریف میں نازل ہوا بالکل ٹھیک ہے؛ بلکہ باقی کتب بھی رمضان شریف میں نازل ہوئیں، اس مہینہ کو بہت بڑی منزلت حاصل ہے اور ہم پاکستانیوں کا یہ دعویٰ ہے کہ پاکستان بھی رمضان شریف میں بنا، اب آپ مجھے بتائیے کہ قرآن بھی رمضان میں اور قیام پاکستان کی نسبت بھی رمضان کو تو پھر قرآن کا جو حق پاکستان پر ہے وہ کسی پر نہیں ہے کیا؟!۔

قرآن کو پس پشت ڈالنے کا نتیجہ:

اور جو پچھتر سال سے ہم اس قرآن کا حق ادا کر رہے ہیں وہ بھی ہمارے سامنے ہے؛ تو پھر نتیجہ کیا ہوگا؟......

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا

اپنی بری معیشت پر پھر روتے ہو پھر یہی ہوگا......

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَااللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ.

اللہ تعالیٰ ایک ایسی آبادی کی مثال پیش کرتا ہے جہاں امن بھی تھا اور جہاں اطمینان بھی تھا، اور پھر اس امن اور اس اطمینان کی ایک علت بھی بیان کر دیتا ہے کہ معیشت بڑی خوشحال تھی......

يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ

کہ ہر طرف سے رزق کھینچ کھینچ کے آتا تھا، وہاں انہوں نے قدر نہیں کی، نافرمانیاں شروع کر دیں، جب نافرمانیاں شروع کیں تو......

فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ

پھر معاشی تنگی بھی مسلط کر دی، بھوک اور پیاس بھی، خوف اور بدامنی بھی۔

اپنے اعمال پر توجہ کرنے کی ضرورت:

اپنی بدامنیوں کا اندازہ لگائیں ایک دن بلوچستان میں حادثہ ہوتا ہے بیالیس آدمی شہید، اگلے دن ایک دینی مدرسہ میں حادثہ ہوتا ہے مجھے جو آج رپورٹ ملی ہے وہ چالیس کے قریب طلباء ہے اور پشاور میں جو ہوا ہماری پوری

ہمدردی ہے ان کے ساتھ ان کے خاندانوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ جو ان حادثات کا نشانہ ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو مغفرت نصیب فرمائے مسلمان تھے۔ہم پر وہ مغفرت کی دعاؤں کا حق رکھتے ہیں،آپ ہی کے ساتھی تھے،قرآن پڑھنے والے چھوٹے بچے،ہم بدامنیوں کا شکار ہو گئے،مہنگائی ہے،روز ہم رو رہے ہیں،قیمتیں بڑھ گئی ہیں،مسلسل بڑھ رہی ہیں،حکومت ناکام ہے،حکومت کو گالیاں دے رہے ہیں،اپنے اعمال کی طرف کسی نے توجہ نہیں کرنی۔من حیث القوم بات کر رہا ہوں افراد کی بات نہیں کر رہا ہوں۔اور ہم من حیث القوم جب اس طرح کا کردار اپنائیں گے تو پھر حکمران بھی ناکام ہو جاتے ہیں کچھ بھی ہو جائے۔

دین و دنیا کی تقسیم کس نے کی؟

لیکن بہرحال ہمارے دینی مدارس نے علم کو تقسیم نہیں کیا،واضح کہنا چاہتا ہوں علم کو تقسیم کیا ہے انگریز نے،علی گڑھ کا مدرسہ قائم ہوا تو نصاب انگریز نے دیا،آج بھی کوئی عالم دین علی گڑھ کے مدرسہ سے اختلاف نہیں کر رہا،اتنا کہتا ہے کہ برصغیر میں قرآن کا علم تھا وہ نصاب میں کیوں نہیں؟ برصغیر میں حدیث کا علم تھا وہ نصاب میں کیوں نہیں؟،برصغیر میں فقہ کا علم تھا وہ نصاب میں کیوں نہیں؟،برصغیر کی سرکاری زبان فارسی تھی تم نے کیوں نکالا اس کو؟۔

آج سب سے زیادہ تنقید مدارس پہ ہوتی ہے کہ بچوں کو ضائع کر رہے ہیں،ان کو بہت احساس ہے مدارس کے اندر پڑھنے والے نوجوانوں کی معیشت کا،بھائی تمہارے کالجوں یونیورسٹیوں میں جو لوگ گریجویٹ بن رہے ہیں،بڑی بڑی اسناد حاصل کر رہے ہیں،لاکھوں کی تعداد میں ڈگریاں لے کر قطار اندر قطار کھڑے ہیں؛تم ان کو روزگار مہیا نہیں کر سکتے،معیشت مہیا نہیں کر سکتے......میری فکر لگ گئی آپ کو،ان کو تو پہلے پورا کرو؛لیکن میں واضح طور پر کہنا چاہتا ہوں جتنا بھی خوبصورت انداز کے ساتھ کوئی مقدمہ پیش کرے،کوئی موقف پیش کرے آج کی بین الاقوامی اسٹیبلشمنٹ امریکہ اور مغربی دنیا......وہ دینی مدرسہ کا خاتمہ چاہتی ہے؛لیکن ان شاء اللہ یہ خواب پورا نہیں ہوگا...... کبھی پورا نہیں ہوگا۔ مدارس ایک حقیقت ہے،امت نے قبول کیا ہے۔سرکار کے انتظام کے تحت قائم مدارس و مکاتب،اسکولز وہ شاید کہیں پر ابھی بھی نہ ہوں اور لوگ مطالبہ کریں کہ ہمارے یہاں پرائمری اسکول کھول دو لیکن ایسی جگہ آپ کو کہیں نہیں ملے گی جہاں قرآن وحدیث کے لیے کوئی مکتب موجود نہ ہو،الف بے پڑھانے کے لیے بچوں کا کوئی مکتب موجود نہ ہو،اللہ نے اسے قبولیت عطا کی۔

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کی مساعی:

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ مالٹا سے واپس آئے اور اپنی زندگی کی چند مہینے باقی تھے،سال بھی پورا نہیں کر سکے تھے،

وہ سیدھے علی گڑھ گئے اور ان سے کہا نصاب ایک کرلو، انہوں نے پذیرائی نہیں دی۔ شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمہ اللہ انہوں نے مشترک نصاب بنا کر ہندوستان میں مشتہر کیا پذیرائی نہیں ملی، پاکستان قائم ہوا حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ، (حضرت مولانا تقی عثمانی صاحب کے والد گرامی) سن سینتالیس سے اکیاون تک انتظار کرتے رہے اور زور ڈالتے رہے کہ مشترک نصاب ہو؛ مگر یہاں کی بیوروکریسی نے قبول نہیں کیا، یہاں کی اسٹبلیشمنٹ نے قبول نہیں کیا، پھر بھی ہمارے خلاف تقریریں؟!۔ تم لوگوں کی صلاحیتیں برباد کررہے ہو، آؤ آج بھی ہم تیار ہیں اس بات کے لیے، لیکن یہ کہ ہم نے تمہیں کچھ مدرسے حوالے کیے تھے، ان کا جو انجام ہم نے دیکھا پچھتر سال بعد بھی اب ہم تم پر اعتبار کریں کہ تم دینی مدارس اور دینی علوم کی حفاظت کروگے؟!۔ خان عبدالغفار خان کا ایک مدرسہ اتمانزئی میں؛ وہ ہمارے حوالے ہوا، آج وہ علاقے کا سب سے بڑا دینی مدرسہ ہے۔ ہم نے اس کی حفاظت کی ہے اور ٹھیک ٹھاک کی ہے، برباد نہیں ہونے دیا اس کو، ہم کسی کی خدمات کو ضائع نہیں کرتے قدر کرتے ہیں۔

مولوی سے بڑھ کر کوئی وسیع النظر نہیں:

میرے محترم دوستو!......اس کے باوجود بھی تنگ نظر آپ کو کہا جاتا ہے کہ مولوی صاحب بڑا تنگ نظر ہے، بلکہ مولوی صاحب سے پہلے مسلمان بڑا تنگ نظر ہے یورپ بڑا وسیع النظر ہے، یورپ میں آزادی ہے، مسلمانوں میں تو تنگی اور قید ہے، دیکھو سیدھی سادی بات ہے ہم یہودیوں سے بھی کہنا چاہتے ہیں، مسیحیوں سے بھی کہنا چاہتے ہیں دنیا کے عیسائیوں سے بھی کہنا چاہتے ہیں کہ یہودیوں کا ایمان اگر تورات پر ہے اور یہودی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنا پیغمبر مانتے ہیں ہم بھی ان پر ایمان لاتے ہیں، ہم تورات پر بھی ایمان لاتے ہیں اور ہم موسیٰ علیہ السلام پر بھی ایمان لاتے ہیں، نصاریٰ سے کہنا چاہتے ہیں کہ اگر تمہارے نزدیک انجیل مقدس آسمانی کتاب ہے اللہ کی طرف سے؛ تو ہم بھی اس پر ایمان لاتے ہیں اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کے پیغمبر ہے ہم بھی اس پر ایمان لاتے ہیں؛ لیکن انبیاء کا سلسلہ جب جناب رسول اللہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مکمل ہوتا ہے اور کتابوں کا سلسلہ جب قرآن کریم پر مکمل ہوتا ہے تو آپ ہمارا انکار کرتے ہیں ہم آپ کا انکار نہیں کرتے سو ہم اقرار کرنے والے ہیں، اقرار کرنے والا وسیع النظر ہوتا ہے، تم انکار کرنے والے ہو انکار کرنے والا تنگ نظر ہوا کرتا ہے۔

مغرب اتنا تنگ نظر ہے کہ آج وہاں قرآن کو جلایا جارہا ہے:

تو یہ ہے وہ قرآن کریم کی وسعت، اسلام کی وسعت اور اس کا اعتدال، انسانیت کے لیے اس کی تربیت کا نظام۔ یہ فاصلے کس نے پیدا کیے ہیں ان فاصلوں کا ذمہ دار کون ہے؟ میری تو عادت ہے جمعیت علماء اسلام آج ملکی سیاست

کا ایک حصہ ہے لیکن ہم حکومت کے خلاف ہوں یا حکومت کے اندر ہوں دینی علوم، مدارس اور قرآن وسنت کے قانون کے لیے ہماری خدمات جاری رہتی ہیں، حکومت میں رہ کر بھی اختلاف کرتے ہیں، اگر وہاں گڑبڑ ہو تو، حکومت کی وجہ سے موقف تبدیل نہیں کرتے، یہ ہمارے سارے اکابر گواہ ہیں کہ اپنا مقدمہ ہر جگہ لے کر جاتے ہیں اور دلائل سے پیش کرتے ہیں، ہم کسی قسم کے اشتعال میں نہیں آتے، جھگڑا ہم نہیں کرتے؛ اور یہ مغرب اتنا تنگ نظر ہے جو قرآن کو جلاتے ہیں تو یہ لوگ غیض وغضب میں آکر اس قسم کی حرکتیں کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو کیا اشتعال دیں گے تم خود اشتعال میں یہ حرکتیں کررہے ہو، تم ہمیں وسیع النظری کا کیا درس دو گے؟ تم اپنی تنگ نظری کا مظاہرہ کررہے ہو، تم ہمیں کیا شائستگی بتاؤ گے، تم اپنی غلاظتوں اور خباثتوں کا مظاہرہ کررہے ہو، کوئی ایسی بات نہیں ہے ہم مقابلہ کریں گے۔ اسلام ہمیشہ قائم رہنے کے لیے ہے، حق ہمیشہ رہنے کا نام ہوتا ہے، باطل ہمیشہ کے لیے مٹنے کا نام ہے، سو تم ہمیشہ کے لیے مٹنے والے ہو اور ہم ہمیشہ کے لیے قائم رہنے والے ہیں ان شاء اللہ العزیز!۔

تو میرے محترم دوستو!......ان باتوں کو مدنظر رکھیں اور مدارس کے طلبہ اور پھر یہ معصوم بچے انہوں نے قرآن پاک یاد کیا، انگریز نے بھی ایسا کیا تھا کہ سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ ان کے بیچ ایک کتاب ہے، وہ کتاب اصل مسئلہ ہے، اس کے نسخے اکٹھے کیے اور اس کو آگ لگائی، یہ مغرب میں ایک قرآن کی بات ہو رہی ہے نا انہوں نے تو تمام مسجدوں سے اور ہر مولوی کے گھر سے قرآن کے نسخے اکٹھے کیے اور ہمارے اکابر نے دو بچے آگے کیے اور ابتداء سے......بسم اللہ سے لے کر والناس تک قرآن سنایا، کہا اس کے سینہ سے کیسے نکالو گے۔ تو ہم ان چیزوں سے متاثر ہونے والے نہیں ہیں، تم اپنا منہ کالا کررہے ہو، اس قسم کی حرکتوں سے مسلمان نہ مرعوب ہوتے ہیں، نہ اسلام کا مشن رکتا ہے وہ آگے بڑھتا رہتا ہے۔ تو یہ وہ حقائق ہیں جس کی بنیاد پر ہم نے آگے بڑھنا ہے ان شاء اللہ العزیز!۔

جمعیت علماء اسلام دینی مدارس اور علماء کی ہمیشہ پشتیبان رہے گی:

یہ جمعیت العلماء......مدارس کی، طلبہ کی، علماء کی ان شاء اللہ العزیز ہمیشہ پشتیبان رہے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم ان کے خادم بنے اور اس سلسلہ کو آگے بڑھائے اور جنہوں نے کامیابی حاصل کی چاہے وہ ڈویژن لیول پر ہے چاہے صوبہ لیول پر ہے چاہے یہاں مرکزی لیول پر ہے میں کامیاب طلباء اور پوزیشن حاصل کرنے والے طلباء کو مبارک باد پیش کرتا ہوں ان کے والدین کو مبارک باد پیش کرتا ہوں، ان کے مدارس اور اساتذہ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اللہ تعالیٰ ان مساعی کو قبول فرمائے۔

☆☆☆

مسابقات حفظ وتجوید باعث رحمت وبرکت ہیں

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہم

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے زیر اہتمام عظیم الشان مسابقہ حفظ مع التجوید؛ منعقدہ شاہ فیصل مسجد اسلام آباد (۴؍رجب المرجب ۱۴۴۴ھ مطابق ۳۰؍جنوری ۲۰۲۳ء بروز پیر) شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہم ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کا خصوصی بیان

الحمدللّٰہ و کفٰی والصلوٰۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد!

فَاَعوذ باللّٰہِ من الشیطان الرجیم بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

یٰاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْکُمْ مَّوْعِظَۃٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَافِی الصُّدُوْرِ وَھُدًی وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَبِرَحْمَتِہٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا ھُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ○

وقال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ: وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَاھُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وَلَایَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا○ (بنی اسرائیل:۸۲)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم ونحن علی ذلک لمن الشاھدین والشاکرین والحمدللّٰہ رب العالمین.

تمام حضرات ذوق وشوق کے ساتھ درود پاک پڑھ لیں!

اللّٰھم صلّ علیٰ محمد وعلیٰ اٰل محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم وعلیٰ اٰلِ ابراھیم انک حمید مجید اللّٰھم بارک علی محمد وعلیٰ اٰل محمد کما بارکت علیٰ ابراھیم وعلی اٰل ابراھیم انک حمید مجید

ہم قائد ملت اسلامیہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے سرپرست حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم العالیہ، وفاقی وزیر مذہبی امور محترم جناب مفتی عبدالشکور صاحب، وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے نائب صدر حضرت مولانا سعید یوسف صاحب علمائے کرام مشائخ عظام، ارباب مدارس دینیہ، اساتذہ کرام طلبہ عزیز!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

عالم اسلام کے سب سے بڑے تعلیمی مرکز ''وفاق المدارس العربیہ پاکستان'' کے زیر اہتمام قرآن کریم کے حفظ

مع التجوید کا یہ مسابقہ آج بتاریخ ۴/رجب المرجب ۱۴۴۴ھ مطابق ۳۰/جنوری ۲۰۲۳ء بروز پیر نماز ظہر سے اب تک عظیم الشان فیصل مسجد اسلام آباد میں انعقاد پذیر ہے۔

معزز مہمانوں کی آمد پر اظہار تشکر:

میں سب سے پہلے شکر گزار ہوں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے سرپرست حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا؛ جو اپنی علالت طبع اور ناسازی طبع کے باوجود اس اجتماع میں تشریف لائے، وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر عالم اسلام کے عظیم علمی روحانی شخصیت مفکر اسلام شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا شکر گزار ہوں جنہوں نے بہت سے مسابقات میں شرکت فرمائی اور آج وہ بعض عوارض کی وجہ سے تشریف نہیں لا سکے، ان کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے ان مسابقات کی سرپرستی فرمائی۔

وفاق المدارس کے نائب صدور، مجلس عاملہ کے اراکین، مسئولین، ہمارے چاروں صوبوں کے ناظمین، علاقائی معاون ناظمین، امتحانی نصاب کمیٹی کے ارکان اور اس کے ساتھ ساتھ صوبائی اور ملکی سطح کی مسابقہ کمیٹیاں اور بالخصوص مسابقات کے کنوینر حضرت مولانا قاری احمد میاں تھانوی صاحب دامت برکاتہم، حضرت مولانا قاری عبدالوحید صاحب دامت برکاتہم اور بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کے صدر دکتور حزال بن محمود العتیبی اور فیصل مسجد کے خطیب دعوۃ اکیڈمی کے ڈائریکٹر جنرل محترم مولانا ڈاکٹر قاری محمد الیاس صاحب، ان کے تمام رفقاء کا، بالخصوص اسلام آباد راولپنڈی کے علمائے کرام یہاں اپنے وفاق کے مسئولین......ان تمام کی میں دل کے اتھاہ گہرائیوں سے اور آپ تمام مدارس کا، اساتذہ کا طلباء کا شکر گزار ہوں یہ میرا منصبی فریضہ ہے کہ میں آپ کا شکریہ ادا کروں، تمام منصفین کا؛ حجز حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں، ان تمام مدارس کا جہاں مسابقات کا انعقاد ہوا اللہ تعالیٰ ان سب کو بہترین جزائے خیر عطا فرمائے۔

وفاق کے زیر اہتمام مسابقات حفظ و تجوید کی تشویق کا سبب ہیں:

وفاق المدارس کی مجلس عاملہ کے فیصلہ کے مطابق پہلے مرحلہ میں ڈویژن کی سطح پر، پھر صوبہ کی سطح پر، پھر اب یہ قومی سطح پر قرآن کریم کے حفظ مع تجوید کا مسابقہ انعقاد پذیر ہوا ہے، ان شاء اللہ قرآن کریم کے صحت کے ساتھ تجوید کے ساتھ پڑھنے، قرآن کریم کو خوب یاد کرنے اور حفظ کرنے کا شوق ان مسابقات سے پیدا ہوگا۔ ان مسابقات کا بنیادی مقصد قرآن کریم کے حافظوں اور قاریوں کی حوصلہ افزائی کرنا......مدارس کی کارکردگی کو قوم کے سامنے پیش کرنا...... قرآن کریم کو صحت اور تجوید کے ساتھ پڑھنے کی ترغیب دینا اور توجہ دینا......قرآن کریم کو خوب یاد کرنے اور حفظ

کرنے کا شوق پیدا کرنا......ان مسابقات کا مقصد تا کہ وطن عزیز پاکستان پر رحمت نازل ہو۔ وطن عزیز پاکستان آج سنگین دور سے گزر رہا ہے، معاشی، اقتصادی، سیاسی، نظریاتی جغرافیائی اعتبار سے مزید استحکام کی ضرورت ہے۔

مسابقات حفظ وتجوید باعث رحمت وبرکت ہیں:

قرآن کریم کتاب ہدایت ہے، قرآن کریم کتاب رحمت ہے، قرآن کریم کتاب نصیحت ہے، قرآن کریم ضابطہ حیات ہے، قرآن کریم دستور زندگی ہے، قرآن کریم ضابطہ کائنات ہے، ان شاء اللہ ان محافل ومجالس کی بنا پر پاکستان مسائل سے نکلے گا، اور پاکستان جو اللہ کی بڑی نعمت ہے، جو کلمہ کے نام پر بنا ہے، ان شاء اللہ اس کے استحکام کے لیے اور اس پاکستان کی سلامتی کے لیے ان مجالس کا انعقاد سنگ میل ثابت ہوگا۔

میں پوزیشن ہولڈر طلبہ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں:

میں ان تمام طلبہ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں جنہوں نے ڈویژن سطح پر، صوبہ کی سطح پر، قومی سطح پر پوزیشنیں لی ہیں؛ اور آج کے اس مسابقہ میں جو اول دوم سوم آ رہے ہیں ان کو بھی اور تمام متسابقین کے والدین اور اساتذہ اور مدارس کو بھی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ میں زیادہ وقت اس لیے نہیں لینا چاہتا کہ حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب دامت برکاتہم کا ہم بیان سنیں گے۔ حضرت علالت کے باوجود شریک ہیں، اس لیے میں ان ہی الفاظ پر شکریہ کے ساتھ اکتفاء کرتے ہوئے اتنا عرض کروں گا کہ آج جس وقت میں ہم یہ مجلس کا انعقاد کر رہے ہیں مجھے اور آپ کو ہمارا دل زخمی ہے، ہمارا دل دکھی ہے اور نہ صرف ہمارا بلکہ پوری دنیا کے مسلمان جو ڈیڑھ ارب کے قریب ہیں وہ غمزدہ ہیں، وہ دکھی ہیں، اس لیے کہ چند روز پہلے سویڈن میں قرآن کریم کو نعوذ باللہ جلانے کی ناپاک جسارت کی گئی، قرآن کریم کو نعوذ باللہ نذر آتش کیا گیا۔ قرآن کریم اللہ کی وہ عظیم نعمت ہے کہ جس کی حفاظت اللہ نے کاغذوں کے ذریعہ نہیں، جس کی حفاظت اللہ نے جلد اور گتوں کے ذریعہ نہیں بلکہ جس کی حفاظت اللہ نے سینوں کے ذریعہ کرائی ہے۔ قرآن کریم کے حافظوں کے ذریعہ کرائی ہے۔ اگر دنیا سے پرنٹنگ مشین ختم ہو جائے، اگر دنیا سے کمپیوٹر ختم ہو جائے، اگر دنیا سے کاغذ ختم ہو جائے، اگر دنیا سے طباعت اور چھپائی کا سلسلہ ختم ہو جائے......تب بھی ان شاء اللہ قرآن باقی رہے گا۔ ایک چھوٹی سی عمر......سات سال کا بچہ بسم اللہ کی باء سے والناس کے سین تک پورا قرآن کریم لکھوا دے گا۔

سویڈن میں قرآن پاک کی بے حرمتی پر حکومت اور او آئی سی مؤثر احتجاج ریکارڈ کروائے:

سویڈن میں جو قرآن کریم کو جلایا گیا ہم اس کی مذمت کرتے ہیں اور ہم عالمی برادری سے اور بالخصوص او آئی سی سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اس پر اپنا مؤثر احتجاج ریکارڈ کرائے۔ ہمیں امید ہے کہ ان شاء اللہ پاکستان کی

وزارت خارجہ حکومت پاکستان بھی اس میں قائدانہ کردار ادا کرے گی اور او آئی سی کا اجلاس بلوائے گی اور اس موضوع پر مؤثر اقدامات اٹھائے گی۔ اس کے اس عمل سے مطالبہ کو اور زیادہ تقویت مل جائے گی کہ عالمی سطح پر اقوام متحدہ میں قانون بنانا چاہیے کہ کسی بھی آسمانی نبی اور پیغمبر کی توہین، کسی بھی آسمانی کتاب کی توہین، کسی آسمانی مذہب کی توہین اور کسی بھی مقدس شخصیت کی توہین یہ قابل سزا جرم ہوگا، یہ قابل تعزیر جرم ہوگا۔ میں آپ سے کہتا ہوں زبان سے تو نہ کہیے ہاتھ اٹھا کر اس مطالبہ کی تائید کر دیجئے کہ تمام انبیاء کی توہین کو جرم قرار دیا جائے، تمام حاضرین ہاتھوں کو ہلا کر کہہ دیجئے کہ تمام انبیاء کی توہین کو جرم قرار دیا جائے، ہم نہیں مانتے توہین کو گویا آپ کا اشارہ یہ ہے کہ ہم توہین کو نہیں مانتے، آزادی کے نام پر توہین کو تسلیم نہیں کرتے، اس کو آزادی قرار دینا ہم اس کو بھی جرم سمجھتے ہیں۔ قرآن کی توہین، مقدس شخصیات کی توہین یہ جرم ہے اور عالمی سطح پر قانون کی ضرورت ہے جس کی رو سے اس کو جرم قرار دیا جائے۔

آج اس موقع پر ہمارا دل زخمی ہے، ہم دکھی ہے جو گزشتہ روز لسبیلہ میں بس کا حادثہ ہوا اس میں مسلمان شہید اور زخمی ہوگئے، جو ہمارے مدرسہ کوہاٹ میں جس کے بچے کشتی میں سوار تھے اور وہ پانی میں ڈوب گئے، ہم ان کی شہادت پر بھی ان کی جدائی پر بھی غمزدہ ہے اور آج جو بہت بڑا سانحہ پشاور میں ہوا پولیس لائن میں نماز ظہر کے دوران ہوا، جس میں ہمارے کتنے مسلمان شہید اور سو سے زیادہ زخمی ہوگئے، ہم دہشت گردی کے ان واقعات کی مذمت بھی کرتے ہیں اور ہم ان تمام شہداء کے لیے دعا گو بھی ہیں۔

یہ ملک ہمارا ہے اور ہم نے اس کا تحفظ کرنا ہے:

میں وفاق المدارس کے خادم کی حیثیت سے اپنے سرپرست کو اور نائبانِ صدر اور اراکین عاملہ کی موجودگی میں تمام مدارس و جامعات سے خاص طور پر اور تمام مسلمانوں سے بالعموم اپیل کر رہا ہوں کہ وہ اپنے اپنے مدارس و جامعات میں، اپنی اپنی مساجد میں ایصال ثواب کا اہتمام کریں، مغفرت اور بخشش کی دعاؤں کا اہتمام کریں، ان شہداء کے لواحقین کے لیے صبر جمیل کی دعا کریں اور وطن عزیز پاکستان کی سلامتی کے لیے دعا کریں، اس ملک کے امن و امان کے لیے دعا کریں، اس لیے کہ یہ ملک ہمارا ہے، ہماری قربانیاں اس میں لگی ہیں، یہ اسلام کے نام پر بنا ہے، ہم ان شاء اللہ پاکستان کے نظریے کا تحفظ بھی کریں گے، پاکستان کے جغرافیہ کا تحفظ بھی کریں گے، پاکستان کے دستور اور آئین کا تحفظ بھی کریں گے، ہم پاکستان کے سپاہی ہیں، ہم پاکستان کے چوکیدار ہیں، ہم پاکستان کے پہرے دار ہیں، ہم پاکستان کے جغرافیہ کے بھی پہرے دار ہیں، ہم پاکستان کے نظریہ کے بھی پہرے دار ہیں، ہم پاکستان کے آئین کی اسلامی شقوں کے بھی پہرے دار ہیں، ہم اس پاکستان کی ان شاء اللہ حفاظت کریں گے۔ ہمارے طلبہ ہمارے اساتذہ پاکستان کے چوکیدار ہیں پاکستان کے پہرے دار ہیں، یہ مدارس کے چوکیدار یہ مساجد

کے چوکیدار یہ خانقاہوں کے چوکیدار ہیں اور یہ پاکستان کے بھی چوکیدار ہیں۔اللہ اس کومبارک فرمائے۔

تاریخ ساز مسابقہ حفظ مع التجوید کے انعقاد پر علماء کو مبارک باد:

میں خاص طور پر اسلام آباد کے علماء کا پنڈی کے علماء کا شکریہ ادا کرتا ہوں،حضرت مولانا قاضی عبدالرشید،حضرت مولانا ظہور علوی صاحب،حضرت مولانا مفتی عبدالسلام صاحب،حضرت مولانا عبدالغفار صاحب،حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب،حضرت مولانا اویس ہزاروی صاحب یہ ہمارے مسئولین ہیں اور پنڈی اسلام آباد کے تمام علماء کا تمام مدارس کا جنہوں نے اس قومی مسابقہ کو مثالی بنایا تاریخ ساز بنایا اور ہمارے میڈیا کے ذمہ دار مولانا عبدالقدوس محمدی صاحب کا،مولانا طلحہ رحمانی صاحب کا،ان کے تمام رفقاء کا اور خاص طور پر ایک دفعہ پھر مسابقہ کمیٹی کے سربراہ کنو ینر حضرت مولانا قاری احمد میاں تھانوی صاحب دامت برکاتہم کا،حضرت مولانا قاری عبدالوحید صاحب دامت برکاتہم کا اپنے صوبائی ناظمین اراکین عاملہ کا سب کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکرگزار ہوں اور آپ کا بھی شکرگزار ہوں تمام ایک ایک طالب علم استاد اور مدرسہ کا فیصل مسجد اپنی وسعت کے باوجود آج تنگ ہوگئی،فیصل مسجد انتظامیہ کا بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کے ذمہ داران کا اور اسی طرح پر دعوہ اکیڈمی کا،اسلام آباد کے انتظامیہ اور پولیس کا شکرگزار ہوں جنہوں نے اس کے انعقاد میں تعاون کیا،بالخصوص مولانا سید یوسف صاحب ڈاکٹر قاری الیاس صاحب۔

مسابقات حفظ وتجوید ان شاءاللہ آئندہ بھی منعقد ہوں گے:

اب میں ایک اعلان کرنے والا ہوں اس اعلان کی آپ تائید کردیں گے کہ ان شاءاللہ جو اس سال ڈویژن صوبے اور ملکی سطح پر مسابقے ہوئے،ہم ان شاءاللہ اس سلسلہ کو مجلس عاملہ کی منظوری کے ساتھ آئندہ بھی جاری رکھیں گے ان شاءاللہ۔اوران مسابقوں کو اب ضلع کی سطح پر بھی آئندہ سال منعقد کریں گے پہلے ضلع کی سطح پر کریں گے پھر ڈویژن کی سطح پر کریں گے،پھر صوبہ کی سطح پر کریں گے،پھر ملکی سطح پر کریں گے اور پھر عالمی سطح پر ان شاءاللہ کریں گے، بین الاقوامی مقابلہ بھی ان شاءاللہ کرائیں گے،اور یہ تو قرآن کا ہوا اب ان شاءاللہ آئندہ حفظ حدیث کا بھی مسابقہ ہوگا۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیثوں کو یاد کرنے کا مقابلہ بھی ہم کرائیں گے،اس کے علاوہ اور بھی بہت سے مقابلے ان شاءاللہ ہم آپ کے کرائیں گے۔اللہ تعالیٰ اس کومبارک فرمائے قبول فرمائے۔

☆☆☆

وفاق المدارس العربیہ پاکستان

عظیم الشان قومی مسابقہ حفظ وتجوید کا انعقاد

آغاز سے تکمیل تک ایک رُوح پرور روداد

استاذ القراء مولانا قاری احمد میاں تھانوی مدظلہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امابعد الحمد للہ رب العالمین. والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین. وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی مجلس عاملہ کے اجلاس میں صدر وفاق المدارس حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب زید مجدہم نے فرمایا کہ حفظ قرآن کریم کے معیار کو بلند کرنے کیلیے اور بچوں میں قرآن کریم پڑھنے کا شوق پیدا کرنے کیلئے کوئی ترتیب بنائیں۔

حضرت کے حکم پہ میں نے مسابقات کی تجویز پیش کی۔ جس میں سے مکمل قرآن کریم کے مسابقہ کی تجویز وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی مجلس عاملہ نے منظور کرلی اور صدر وفاق دامت برکاتہم العالیہ نے مجھے پورے ملک میں مسابقہ حفظ القرآن الکریم مع التجوید کروانے کی ذمہ داری سونپی۔

حضرت کی ہدایت اور سرپرستی میں مسابقہ کے کام کا آغاز کیا۔سب سے پہلے قومی کمیٹی برائے مسابقہ حفظ القرآن الکریم مع التجوید قائم کی پھر ان حضرات کے ساتھ مشاورت کر کے ہر صوبہ کی ایک کمیٹی تشکیل دی (جن کی تفصیل گزشتہ ماہ کے رسالے میں شائع ہوچکی ہے)

ان کمیٹیوں کے قیام کے بعد مرحلہ تھا بچوں کی رجسٹریشن کا اور چونکہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے زیر اہتمام یہ پہلا مسابقہ تھا اسی لیے اس کے بارے میں طلبہ اور اساتذہ کی ذہن سازی کرنا اور طلبہ کو اس میں حصہ لینے کی ترغیب دینا یہ ایک اہم کام تھا۔صورتحال یہ تھی کہ جب اس مسابقہ کا اعلان کیا تو گلگت کے حضرات نے کہا کہ حضرت گلگت سے اگر دو تین بچے بھی اس مسابقہ میں رجسٹریشن کروا لیتے ہیں تو بڑی غنیمت ہے۔اسی طرح کشمیر کے حضرات نے کہا کہ یہاں سے تقریباً دس بچے ہونگے اور زیادہ سے زیادہ پندرہ ہو جائیں گے۔جب یہ حالات میرے سامنے آئے تو میں نے مختلف علاقوں کا دورہ کرنے کا فیصلہ کیا تاکہ اساتذہ اور طلبہ کی ذہن سازی کی جائے اور طلبہ میں مسابقہ میں شریک ہونے کا حوصلہ اور شوق پیدا کیا جائے۔اس مقصد کیلئے قاضی نثار صاحب کی دعوت پر گلگت کا دورہ کیا۔اس کے بعد بلوچستان اور پنجاب کے مختلف علاقوں کا دورہ کیا۔کے پی کے میں مردان اور دیگر

علاقوں کا دورہ کیا۔اسی طرح صوبہ سندھ میں کراچی کا دورہ کیا۔اور الحمدللہ ان دوروں کا فائدہ یہ ہوا کہ شروع میں کہا جارہا تھا کہ اس مسابقہ میں چار پانچ سو طلبہ شریک ہونگے وہاں الحمدللہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تقریبا ساڑھے تین ہزار طلبہ نے شرکت کی۔

رجسٹریشن کے عمل کے دوران دوسرا اہم کام منصفین کا انتخاب تھا۔اس کام کیلیے ہر ڈویژن میں ایک شخص کا انتخاب کیا اور ان کو کہا کہ آپ اپنے ڈویژن سے ایسے چار پانچ قابل افراد کے نام پیش کریں جو مسابقہ میں منصف کے فرائض سرانجام دیں۔اس طرح ہر ڈویژن سے چار یا پانچ نام صوبہ کی مسابقہ کمیٹی کے سامنے آگئے۔پھر ایک منصف فارم بنایا جس میں منصف کا نام۔تجوید کس مدرسہ میں پڑھی؟۔مدرسہ جہاں تدریس کر رہے ہیں۔تدریس کا تجربہ اور اگر پہلے کسی مسابقہ میں بطور منصف شرکت کی ہے تو اس کی تعداد۔اس طرح ہر ڈویژن سے منصفین کے کوائف جمع کیے۔اور منصفین کی رہنمائی اور طریقہ کار سکھانے کیلیے مختلف دنوں میں۔تربیتی نشستیں برائے منصفین ''دارالعلوم اسلامیہ'' اور ''بیت النور'' میں منعقد کیں جس میں صوبہ پنجاب کے تقریبا اکثر ڈویژن کے منصفین تشریف لائے۔دیگر حضرات جو ان تربیتی نشستوں میں شریک نہیں ہو سکے ان کے لیے تحریری طور پر اور ویڈیوز کی صورت میں تمام طریقہ کار سکھایا گیا۔اور ملک بھر کے منصفین اور نگران حضرات کا واٹس ایپ گروپ بنایا جس میں مسابقہ کے حوالہ سے ان حضرات کو ہدایات بھی جاری کیں اور ان کے ذہنوں میں پیدا ہونے والے سوالات کے جوابات بھی دیے گئے۔

رجسٹریشن کا عمل مکمل ہونے کے بعد ہر ڈویژن میں طلبہ کی تعداد کو سامنے رکھتے ہوئے مراکز قائم کیے اور ایک مرکز میں 40 سے 45 بچوں کو رکھا گیا اور تعداد زیادہ ہونے پہ ایک ڈویژن میں دو دو اور تین تین سینٹر بھی بنائے گئے۔جس ڈویژن میں بچوں کی تعداد کم تھی اس ڈویژن کو قریبی ڈویژن کے ساتھ ملا دیا۔ہر سینٹر میں تین منصفین اور ایک نگران مقرر کیا گیا۔اور منصفین کی تشکیل میں اس بات کا خیال رکھا کہ جس ڈویژن کا منصف ہے وہ اپنے ڈویژن میں۔منصف کے فرائض انجام نہ دے لہٰذا ہر ڈویژن میں منصف دوسرے ڈویژن سے آیا مقامی شخص کو منصف نہیں بنایا گیا۔

اب مسابقہ کے لیے سوالات تیار کرنے کا مرحلہ باقی تھا پینتیس سو (۳۵۰۰) بچے تھے اور ہر بچے سے ہر دس پاروں سے ایک سوال کرنا تھا،یعنی ہر بچے سے تین سوال۔جس کا مطلب یہ ہوا کہ پینتیس سو بچوں کیلیے پورے قرآن کریم سے ساڑھے دس ہزار (۱۰۵۰۰) سوال کرنے تھے۔کیونکہ میں سعودی عرب اور دیگر ممالک کے مسابقات کے لیے سوالات پہلے بھی تیار کر چکا تھا اگرچہ ان سوالات کی تعداد کم تھی لیکن اسی ترتیب کو سامنے رکھ کر مزید سوالات

تیار کیے اور ان کو لفافوں میں سیل بند کر دیا۔ ترتیب یہ رکھی کہ سوال کی پہلی آیت صفحہ پہ لکھی اور اس کے نیچے سورت کا نام اور آیت نمبر لکھ دیا۔۔اس طرح یہ پینتیس سو (۳۵۰۰) لفافے تیار ہوئے اور ہر لفافے میں تین سوال تھے۔ یہ تمام لفافے وفاق المدارس کے دفتر سے پورے ملک میں بھجوائے گئے، پھر ۲۱/نومبر کا تاریخی دن آیا۔ اور ملک پاکستان کے تقریباً ہر ڈویژن میں قرآن کریم کے مسابقہ کی مجالس منعقد ہوئیں۔ ہزاروں افراد نے صبح سے رات تک بیٹھ کر معصوم بچوں کی تلاوتیں سنیں ہر ڈویژن سے متعلق افراد نے نہایت جاں فشانی کے ساتھ دن رات محنت کر کے ان پروگرامات کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو جزائے خیر عطاء فرمائے آمین۔

ہر ڈویژن سے چھ بچوں کا انتخاب کیا گیا۔ پھر ان بچوں کے درمیان صوبائی مسابقات منعقد ہوئے۔ صوبائی مسابقات کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ ابتدائی مرحلہ اور آخری مرحلہ۔

ڈویژن مسابقات کے بعد صوبائی مسابقہ میں سوالات میں ایک تبدیلی یہ کی گئی کہ مکمل سوال صفحے پہ لکھ کر منصفین کے سامنے رکھا گیا۔ تاکہ ان کو قرآن کریم سے سوال نکالنے میں جو وقت لگ رہا تھا وہ بھی نہ لگے اور دوسرا اہتمام یہ کروایا گیا کہ متسابق کی جو بھی غلطی ہو اس کی نشاندہی اسی صفحے پہ کی جائے جس پہ سوال لکھا ہوا ہے۔ اور اس آیت پہ نشان لگایا جائے جہاں غلطی کی۔ تاکہ بوقت ضرورت دیکھا جا سکے کہ کون سے منصف نے کہاں غلطی لگائی ہے۔ صوبائی مسابقہ کے پہلے مرحلہ کے بعد صوبائی مسابقہ کے آخری مرحلہ میں ہر صوبہ سے دس سے بارہ بچوں کو منتخب کیا گیا۔ ان کے درمیان مسابقہ صوبہ کے مرکزی شہر میں ہوا۔ جس میں صوبہ کی اہم شخصیات کو خصوصی دعوت دی گئی۔ الحمدللہ صوبائی سطح کے یہ مسابقات بھی نہایت منظّم انداز میں شان وشوکت کے ساتھ منعقد ہوئے؛ اور ہر صوبہ سے تین طلبہ کو قومی مسابقہ کیلئے منتخب کیا گیا۔

پھر فائنل مسابقہ حفظ القرآن الکریم مع تجوید کی تاریخ کا اعلان کیا گیا۔ قومی مسابقہ اسلام آباد میں واقع عظیم الشان فیصل مسجد میں طے پایا۔ ۳۰/جنوری بروز پیر ۲۰۲۳ء پاکستان کی تاریخ میں یادگار دن تھا۔ کہ اس دن فیصل مسجد اپنی تمام تر گنجائش اور وسعت کے باوجود تنگ نظر آ رہی تھی۔ انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر فیصل مسجد میں موجود تھا۔ مسجد کے ہال میں تل دھرنے کی جگہ نہیں تھی جو جہاں بیٹھا تھا وہی مجسم ہو گیا تھا۔ ایسا روح پرور اور ایمان افروز اجتماع فیصل مسجد کی در و دیوار نے بھی کم دیکھا تھا۔ ملک بھر کے ساڑھے تین ہزار بچوں میں سے منتخب ہونے والے ۱۶/بچے آج کی اس تقریب کے دلہا تھے۔ ہر بچہ اتنا شاندار اور بہترین پڑھنے والا تھا کہ سننے والے عش عش کر اٹھے۔ کہنے والوں نے کہا کہ آج بچوں سے زیادہ منصفین کا امتحان ہے کہ اتنا شاندار پڑھنے والے ۱۶/بچوں میں سے صرف تین کا انتخاب کرنا ہے۔ لیکن منصفین کی نشست پہ براجمان شخصیات کا انتخاب بھی ان سب باتوں کو سامنے

رکھ کر کیا گیا تھا۔ جو نہ صرف علمی اور فنی لحاظ سے نہایت فائق تھے بلکہ بین الاقوامی مسابقات میں بھی منصف کے فرائض انجام دے چکے تھے۔

ہر طرف اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول تھا۔ ظہر کے بعد پروگرام کا آغاز ہونا تھا اس سے پہلے پہلے اس مبارک مجلس کے لیے غیبی طور پہ اسلام آباد کے غسل کا انتظام ہوا۔ صبح سویرے ہونے والی بارش نے اسلام آباد کے موسم کو خوشگوار بنا دیا۔ ظہر کے بعد مسابقہ کا آغاز ہوا۔ بچے آتے اور تلاوت کر کے چلے جاتے۔ لیکن سننے والے مسحور ہو کر رہ جاتے۔ قرآن کریم کی تلاوت اور اس قدر خوبصورت انداز میں؟!......آنکھیں اشک برساتی رہیں اور دل بے قابو ہوتے رہے۔ ان معصوم بچوں کی تلاوت سننے کیلئے اسٹیج پہ وطن عزیز پاکستان کی عظیم شخصیات جلوہ افروز تھیں۔ جن سے ایک منٹ کی ملاقات مشکل ہو آج وہ قرآن کریم کی برکت سے ان ننھے منے بچوں کیلئے گھنٹوں بیٹھے تھے۔

۱۶ منتخب بچوں کی تلاوت کے بعد نتیجہ تیار ہوا۔ کسی قسم کی غلطی سے بچنے کیلئے منصفین کے پیچھے دو نگران اور تین افراد کی ری چیکنگ ٹیم بیٹھی تھی۔ جو منصفین کے لگائے ہوئے ہر ہر نمبر کا جائزہ لے رہی تھی اور خوب غور و خوض کے بعد نتیجہ مرتب کر رہی تھی۔ ان حضرات کے نتیجہ مرتب کرنے کے بعد اعلان کرنے سے پہلے منصفین کے ساتھ مسابقہ کے کنوینر کی حیثیت سے میں نے ایک نشست کی اور نتیجہ کا ایک مرتبہ پھر جائزہ لیا، پھر نتیجے کا اعلان کیا گیا۔ جن تین بچوں نے پوزیشن حاصل کی ان کے ناموں کے اعلان کے موقع پہ ہر آنکھ اور ہر چہرہ یہ گواہی دے رہا تھا کہ ہاں یہی بچے پوزیشن کے حقدار تھے۔ کیا خوبصورت پڑھنے والے، کتنی ہی دلکش تلاوت کرنے والے۔ آواز و انداز اور تجوید کا ایسا معیار کہ بے اختیار ہر دل سے سبحان اللہ! کی صدا بلند ہو۔

ان پوزیشن حاصل کرنے والے طلبہ میں سے پہلی پوزیشن حاصل کرنے والے کو ڈیڑھ لاکھ، دوسری پوزیشن حاصل کرنے والے کو سوا لاکھ؛ اور تیسری پوزیشن حاصل کرنے والے کو ایک لاکھ روپے انعام چیک کی صورت میں پیش کیا گیا۔ پہلی پوزیشن حاصل کرنے والے کے لیے حضرت ناظم اعلیٰ وفاق المدارس نے عمرے کے ٹکٹ کا بھی اعلان کیا۔ اس کے علاوہ باقی تیرہ طلبہ کو دس دس ہزار روپے اور دیگر قیمتی تحائف پیش کیے گئے۔ ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان اور حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب کے ساتھ ساتھ دیگر اکابرین کے نہایت مفید خطاب ہوئے۔

صدر وفاق المدارس حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب بعض عوارض کی وجہ سے تشریف نہ لا سکے لیکن نہایت جامع اور اہم صوتی پیغام ارسال فرمایا جو وہاں موجود تمام حضرات کو سنایا گیا۔ دعا کے ساتھ یہ تاریخ ساز اور یادگار تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔

وفاق المدارس العربیہ پاکستان

الحمدللہ صدر وفاق المدارس حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب زید مجدہم کی ہدایات اور توجہات اور ناظم اعلیٰ وفاق المدارس حضرت مولانا حنیف جالندھری صاحب کی نگرانی میں یہ تمام مسابقات خیر و عافیت کے ساتھ منعقد ہوئے۔ملک بھر میں ہونے والے ان مسابقات میں سب حضرات نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

اور سب حضرات کی اجتماعی کوششوں سے یہ مسابقات پایہ تکمیل تک پہنچے، خصوصاً مولانا عبدالوحید صاحب، مولانا امداداللہ صاحب اور ان کی ٹیم، سندھ سے مولانا قاری غلام رسول صاحب اور ان کی ٹیم، بلوچستان سے قاری عثمان بدر صاحب اور ان کی ٹیم کے پی کے سے۔قاضی عبدالرشید صاحب لاہور کی رابطہ کمیٹی اسی طرح قاری عبدالرحمٰن رحیمی صاحب۔مولانا قاری اخلاق مدنی صاحب مولانا قاضی نثار صاحب اور ان کے رفقاء گلگت سے مولانا عبد السلام صاحب۔مولانا قاری عثمان آفاق صاحب۔مولانا قاری اسداللہ صاحب قاری یونس رحیمی صاحب۔مولانا محمد فیاض صاحب۔

مولانا عبدالمجید صاحب ناظم دفتر وفاق المدارس۔مولانا عبداللہ مدنی صاحب، قاری آصف صاحب۔قاری رشید احمد فاروقی صاحب۔اور وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے میڈیا کوآڈینٹر مولانا طلحہ رحمانی صاحب اور دیگر تمام نظماء اور مسئولین وفاق المدارس العربیہ پاکستان۔

اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو جنہوں نے اس مسابقہ میں کسی بھی طرح حصہ لیا جزائے خیر عطا فرمائے، قرآن کریم کی برکات سے ہم سب کو مستفید فرمائے اور ان مسابقات کے مقاصد میں ہمیں کامیابی عطاء فرمائے۔

بقیہ: عظیم فقیہ و محدث حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ

''نزہۃ الخواطر'' کے مصنف مولانا کی خدمت میں حاضری دینے اور ان سے حدیث کی اجازت لینے کے بعد اپنا تاثر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وقد رزقه الله من التلاميذ والخلفاء ما يندر وجود امثالهم فى هذا العصر فى الاستقامة على الدين واتباع الشريعة الغراء و نشر العلم النافع واحياء السنن واصلاح المسلمين ونفع بهم خلائق لا تحصى بحد و عد۔(ج:۸،ص:۱۵۱)

مولانا رشید احمد گنگوہی کے کمالات کے اتنے پہلو ہیں کہ ان کا ذکر ایک مختصر مضمون میں نہیں ہوسکتا بلکہ ع:

''سفینہ چاہیے اس بحر بے کراں کے لیے''

وفاق المدارس العربیہ پاکستان

قومی مسابقہ حفظ قرآن کریم

ایک تاریخ ساز اور عظیم الشان پروگرام

مولانا عبدالقدوس محمدی

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے زیر اہتمام حفظ قرآن کریم مع تجوید کے مسابقات ایک ایسا مبارک سلسلہ......ایک ایسا موسم بہار......ایک ایسا تازہ ہوا کا جھونکا......اور......ایک ایسی مبارک لہر ہے جس کے اثرات و ثمرات اور برکات ونتائج کا تصور کرتے ہی طبیعت سرشار ہوجاتی ہے......بار بار خیال آتا ہے کہ مسابقات کا یہ خیال پہلے کیوں نہ آیا؟......اتنے مبارک اور اتنے عظیم عمل کا بہت پہلے آغاز کیوں نہ ہوا؟......ملک بھر کے مدارس کے سولہ سال سے کم عمر حفاظ کرام کے مابین پہلے ڈویژنل پھر صوبائی اور بعد ازاں قومی سطح پر مسابقات کا انعقاد کیا گیا......اس کے لئے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے مرکزی قائدین، صوبائی ناظمین، ضلع مسئولین، علاقائی ذمہ داران نے خوب محنت کی......حضرت صدر وفاق مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم اور ناظم اعلیٰ وفاق المدارس حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری صاحب مدظلہم کی مکمل سرپرستی اور نگرانی میں ملک بھر میں مقابلوں کا انعقاد ہوا......اور یہ سلسلہ ڈویژنل مراحل کے بعد صوبائی سطح سے ہوتا ہوا مرکز تک پہنچا......آخری اور فائنل مقابلہ کے انعقاد کے لیے قرعہ فال اسلام آباد کے نام نکلا۔

۳۰ر جنوری ۲۰۲۳ء اسلام آباد کی تاریخ کا ایک یادگار، تاریخ ساز اور ناقابل فراموش دن تھا......فیصل مسجد کے اندر کا ہال ہی نہیں بلکہ وسیع وعریض صحن اور کشادہ گیلریاں بھی عشاق قرآن سے بھری ہوئی تھیں......سفید براق لباس......سفید عماموں اور نورانی چہروں والے بچوں اور طلبہ کو دیکھ کر ایسا لگتا تھا جیسے فرشتے فیصل مسجد میں قطار اندر قطار چلے آئے ہیں......یا آسمان سے ستارے زمین پر اتر آئے ہیں......فیصل مسجد کے اندر والے ہال کو خوبصورت پھولوں سے سجایا گیا تھا......معزز مہمانان گرامی کے لیے خصوصی نشستیں لگائی گئی تھیں......خصوصی مہمانوں کی آمد کے راستے الگ......دینی مدارس کے مہتممین اور ذمہ داران کی آمد الگ راستے سے اور عوام الناس کی آمد کے لیے الگ راستوں کا انتظام کیا گیا تھا۔

پروگرام کا آغاز ہوا اس میں پورے ملک کے منتخب اور مقابلے کے دو مرحلوں سے کامیابی حاصل کرنے والے منتخب طلبہ شریک تھے......ماشاءاللہ ایک سے ایک اچھی آواز، اعتماد ایسا کہ رشک آتا تھا......جہاں سے ممتحن سوال

کرتے بچے فرفر ایسا پڑھتے کہ حیرت ہوتی......لب ولہجہ ایسا کہ ائمہ حرمین کی جھلک دکھائی دیتی......میں پروگرام کے دوران مسلسل سوچتا رہا کہ ججز حضرات نتائج اور پوزیشنز کا فیصلہ کیسے کریں گے؟۔

کانٹے دار مقابلے کے بعد دارالعلوم مدنیہ بٹ خیلہ مالاکنڈ کے طالبعلم محمد اذہان بن جان محمد نے اول، مدرسہ علوم القرآن مردان کے طالبعلم محمد علی بن عبدالواجد نے دوم اور جامعہ سراجیہ ظہیریہ منظور کالونی کراچی کے طالبعلم حارث احمد بن مثقال الدین نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔

اول پوزیشن حاصل کرنے والے خوش نصیب حافظ قرآن بچے کو ڈیڑھ لاکھ روپے، دوسری پوزیشن حاصل کرنے والے بچے کو ایک لاکھ پچیس ہزار روپے اور تیسری پوزیشن حاصل کرنے والے خوش نصیب کو ایک لاکھ روپے انعام دیا گیا۔اسی طرح پوزیشن حاصل کرنے والے بچوں کے اساتذہ کرام کو بھی بالترتیب ڈیڑھ لاکھ، ایک لاکھ پچیس ہزار اور ایک لاکھ روپے انعام اور اعزازی شیلڈز پیش کی گئیں۔وفاق المدارس کے جنرل سیکرٹری مولانا محمد حنیف جالندھری نے پہلی پوزیشن لینے والے بچے کیلئے عمرہ کے ٹکٹ کا بھی اعلان کیا۔واضح رہے کہ وفاق المدارس کے زیر اہتمام پہلے ڈویژن، پھر صوبوں کی سطح پر حفظ قرآن کریم کے مقابلوں کا انعقاد کیا گیا جن میں ساڑھے تین ہزار سے زیادہ بچوں نے حصہ لیا ان میں سے پوزیشنیں حاصل کرنے والے ۱۵رطلبہ فائنل مقابلے میں شریک ہوئے۔

یاد رہے کہ فیصل مسجد میں قائم تحفیظ قرآن کریم کے معیاری اور مثالی ادارے کا بھی وفاق المدارس العربیہ پاکستان سے باقاعدہ الحاق ہے اور اس ادارے سے سند فراغت حاصل کرنے والے تقریبا ۴۵رخوش نصیب طلبہ کی اس موقع پر دستار بندی بھی کی گئی......فیصل مسجد، دعوہ اکیڈمی اور بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کی انتظامیہ کا پروگرام کے حوالے سے بھرپور تعاون شامل حال، رہا بالخصوص ڈی جی دعوہ اکیڈمی وخطیب فیصل مسجد ڈاکٹر مولانا قاری محمد الیاس اور امام فیصل مسجد خادم قرآن مولانا قاری ضیاء الرحمٰن اور کئی عشروں سے تجوید وقراءت اور قرآنیات پر کام کرنے والے مولانا قاری اخلاق مدنی صاحب کی ذاتی دلچسپی اور کوشش کے بغیر اتنے کامیاب پروگرام کا انعقاد ممکن ہی نہ تھا۔

اس موقع پر وفاق المدارس کے صدر اور عالم اسلام کی عظیم شخصیت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے شرکاء کے لیے اپنے آڈیو پیغام میں کہا کہ وفاق المدارس کے زیر اہتمام ملک بھر میں حفظ قرآن کریم کے مقابلوں کا کامیاب انعقاد باعث مسرت ہے، قرآن کریم کے حفظ اور تجوید کے مقابلے کھیلوں سے زیادہ توجہ اور دلچسپی کے متقاضی ہیں۔انہوں نے کہا کہ ان مقابلوں کے انعقاد سے بچوں اور ان کے والدین میں قرآن کریم کی تعلیم کے حصول کا مزید شوق پیدا ہوا، افسوس کہ ہمارے معاشرے میں درست تلفظ سے قرآن کریم پڑھنے کی اہمیت کم ہوتی جا

رہی ہے،اس کو سیکھ کر پڑھنے کا جذبہ پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔انہوں نے کہا کہ ان مقابلوں کے انعقاد میں کردار ادا کرنے والے تمام حضرات مبارکباد کے مستحق ہیں- پروگرام میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے سرپرست اور جمعیت علمائے اسلام کے سربراہ مولانا فضل الرحمٰن صاحب،وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے سنئر نائب صدر مولانا انوارالحق صاحب اور ناظم اعلی وفاق المدارس العربیہ پاکستان مولانا محمد حنیف جالندھری صاحب کی شرکت نے پروگرام کو چار چاند لگا دیئے۔پی ڈی ایم کے سربراہ مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے اس عظیم اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ دنیا کی کوئی طاقت قرآن کو مٹا سکتی ہے نہ قرآن والوں کو مٹا سکتی ہے،حکومت میں ہوں یا اپوزیشن میں قرآن وسنت کیلئے ہماری خدمات جاری رہیں گی،اسلام وسعت اور اعتدال کا دین ہے فاصلے اہل مغرب نے پیدا کئے،مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے کہا کہ قرآن کریم کو نذر آتش کرنا تنگ نظری اور اشتعال انگیزی نہیں تو اور کیا ہے،ان کا کہنا تھا کہ ہمیں شائستگی کا درس دینے والے اپنی اداؤں پر غور کریں۔اس موقع پر وفاقی وزیر مذہبی امور مفتی عبدالشکور صاحب نے مقابلے کے انعقاد پر وفاق المدارس کے قائدین کو مبارکباد دی اور کہا کہ اس طرح کے سلسلے جاری رہنے چاہییں ، وفاق المدارس کے سیکرٹری جنرل مولانا محمد حنیف جالندھری صاحب نے کہا کہ مغربی دنیا میں قرآن کریم کی توہین کے واقعات نے ہمارے دل چھلنی کر دیئے ہیں،تمام انبیاء کی توہین کو جرم قرار دیا جائے،قرآن کریم،آسمانی کتابوں اور مقدس شخصیات کی توہین کسی صورت قابل قبول نہیں،ان کا کہنا تھا کہ دہشت گردی کے واقعات کی مذمت کرتے ہیں،علمائے کرام اپنے اپنے مدارس،جامعات اور مساجد میں ایصال ثواب اور دعاؤں کا اہتمام کریں،ان کا کہنا تھا کہ ہم پاکستان کے نظریے اور جغرافیہ کا تحفظ کریں گے،ہم پاکستان کے پہرے دار ہیں،اس موقع پر تمام شرکاء نے ہاتھ بلند کر کے پاکستان کی ترقی اور استحکام کیلئے کردار ادا کرنے کے عزم کا اظہار کیا۔وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے نائب صدر حضرت مولانا سید یوسف صاحب آف پلندری نے بھی خطاب فرمایا۔حفظ قرآن کریم کے مسابقہ میں وفاق المدارس کی مسابقہ کمیٹی کے کنوینئر مولانا قاری احمد میاں تھانوی،ڈپٹی کنوینئر مولانا قاری عبدالوحید،پنجاب کے ناظم مولانا قاضی عبدالرشید،مولانا ظہور احمد علوی،مولانا نذیر فاروقی،مولانا عبدالغفار،مولانا مفتی عبدالسلام،مولانا مفتی اویس عزیز،مولانا عبدالقدوس محمدی،مولانا طلحہ رحمانی اور دیگر نے بھی شرکت کی۔

اپنی نوعیت کے اس منفرد،شاندار اور کامیاب پروگرام کے انعقاد کے لیے اسلام آباد راولپنڈی کے دینی مدارس کے مہتممین وناظمین،اساتذہ وطلبہ اور وفاق المدارس کی مختلف ذمہ داریوں پر فائز شخصیات نے ہمیشہ کی طرح شبانہ روز محنت کی اور خوب کی۔وفاق المدارس کے ناظم پنجاب حضرت مولانا قاضی عبدالرشید صاحب،رکن مجلس عاملہ

حضرت مولانا ظہور احمد علوی صاحب، اسلام آباد کے تینوں مسئولین حضرت مولانا عبدالغفار صاحب، حضرت مولانا مفتی عبدالسلام صاحب اور حضرت مولانا صاحبزادہ مفتی اویس عزیز صاحب، راولپنڈی کے مسوول حضرت مولانا مفتی عبدالرحمٰن صاحب اور دیگر جملہ احباب نے خوب محنت کی ___ جمعیت علماء اسلام کے ذمہ داران ڈاکٹر مولانا قاری عتیق الرحمٰن صاحب اور مولانا عبدالمجید ہزاروی صاحب سمیت جمعیت کے جملہ عہدیداران، کارکنان اور انصار الاسلام کے رضاکاروں سمیت سب حضرات نے اپنی بساط کے مطابق پروگرام کی کامیابی کے لیے بھرپور کردار ادا کیا۔ اسلام آباد راولپنڈی کے مدارس کے ذمہ داران نے مالی، عملی، انتظامی امور میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ سیکورٹی سے لیکر اسٹیج تک اور اسٹیج سے لیکر میڈیا اور معزز مہمانوں کے استقبال و اکرام تک جملہ امور میں تمامی حضرات نے اپنا اپنا فرض نبھایا۔ جامعہ فریدیہ ہو یا جامعہ محمدیہ، جامعہ اسلامیہ سوہان ہو یا جامعہ دارالھدیٰ، دارالعلوم زکریا ہو یا ادارہ علوم اسلامی، جامعہ قاسمیہ ہو یا محمدی مسجد، جامعہ معارف القرآن ہو یا جامعہ سبیل الھدیٰ، جامعہ غفوریہ ہو یا دارالعلوم اسلام آباد ہر ادارے کے وابستگان نے اس پروگرام کو اپنا پروگرام سمجھ کر اس میں حصہ لیا۔ پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ فیصل مسجد میں کسی بھی غیر سرکاری ادارے کے زیر اہتمام یہ اپنی نوعیت کا منفرد پروگرام تھا۔ وفاق المدارس کی مسابقہ کمیٹی کے ذمہ داران حضرت مولانا قاری احمد میاں تھانوی صاحب، حضرت مولانا قاری عبدالوحید صاحب، حضرت مولانا عثمان آفاق صاحب اور دیگر نے تمام پروگراموں سے زیادہ بڑھ چڑھ کر اس پروگرام کے انتظامات میں حصہ لیا۔ خاص طور پر ہماری میڈیا ٹیم نے اس پروگرام کے لیے جو محنت کی وہ قابل تحسین بھی ہے اور قابل داد بھی۔ برادرم مولانا طلحہ رحمانی صاحب، برادرم مولانا عبدالرؤف محمدی صاحب، مولانا شہزاد عباسی صاحب، مولانا تنویر احمد اعوان صاحب، مولانا مفتی انعام الحق صاحب، اسامہ بن صابر، رشید احمد خاکسار، عبدالعزیز اور دیگر احباب نے خوب محنت کی، خبریں، رپورٹیں، پوسٹیں، اشتہارات، آڈیو ویڈیو پیغامات سمیت ہر طرح سے اس مقابلے کی آواز لگائی گئی اور فضا بنائی گئی۔ مولانا عبدالرؤف محمدی صاحب کے میڈیا میں وسیع حلقہ احباب کی وساطت سے تمام میڈیا ہاؤسز کے دورے کیے اور اہم شخصیات سے ملاقاتیں کیں، برادرم مولانا طلحہ رحمانی نے کراچی سے آکر اسلام آباد میں ڈیرے ڈالے رکھے اور میڈیا سے لے کر انتظام و انصرام تک سب امور سرانجام دیئے۔ راقم الحروف کو میڈیا کمپین کی نگرانی کا اعزاز نصیب ہوا۔ پروگرام کے اختتام پر محترم جناب خورشید صاحب کی طرف سے مہمانوں کے لیے عشائیہ کا انتظام کیا گیا تھا۔ یوں قرآنی مسابقات کا یہ مبارک سلسلہ اس سال کے لیے اختتام پذیر ہوا اب آئندہ سال دوبارہ یہ مبارک سلسلہ شروع کیا جائے گا ان شاء اللہ! ☆☆

وفاق المدارس العربیہ پاکستان

تذکیر وموعظت

علماءِ امت سے کچھ خاص باتیں

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ

مجدد الملت حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ کے علوم ومعارف عام وخاص؛ سب کے لیے فیض عام کی حیثیت رکھتے ہیں۔حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کی اصلاح وانقلاب کی تجدیدی مساعی کے مختلف پہلو ہیں۔ان میں ایک پہلو اہل علم سے متعلق بھی ہے۔حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ نے اہل علم سے متعلق کچھ صاف صاف باتیں ارشاد فرمائی ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ عام مسلمانوں کی طرح طبقہ اہل علم بھی اصلاح وتہذیب اور تزکیہ کا محتاج ہے۔ذیل میں آپ کے مطبوعہ مواعظ میں سے منتخب اقتباسات کا سلسلہ دیا جارہا ہے۔اسے جناب صوفی محمد اقبال قریشی رحمہ اللہ نے ترتیب دیا اور حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کتب خانہ سے اس مفید مجموعہ کو شائع کروایا۔(ادارہ)

علماء کو حق سبحانہ وتعالیٰ سے تعلق خاص پیدا کرنے کی ضرورت!:

فرمایا......علماء سے حق تعالیٰ کو ایک خاص تعلق ہے،پس وہ بھی حق تعالیٰ سے خاص تعلق پیدا کریں تاکہ فیض میں برکت ہو،محض تعلق علمی کافی نہیں بلکہ تعلق عملی وحالی کی ضرورت ہے (سبیل السعید،ص:۳۲)

علماء کا اصل فریضہ:

فرمایا......علماء کو یہ چاہیے کہ وہ قوم پر ہرگز نظر نہ کریں بلکہ

دلآرامے کہ داری دل در و بند
دگر چشم از ہمہ عالم فرو بند

(تو جو بھی اپنا معشوق رکھتا ہے اسی میں دل لگا کر دوسری تمام دنیا سے آنکھیں بند کر)

اور ہر وقت اس کو پیش نظر رکھیں

وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

”اللہ ہی کے لیے ہیں آسمان وزمین کے خزانے“

اکبر بادشاہ کی حکایت مشہور ہے کہ ایک مرتبہ شکار میں گئے اور ساتھیوں سے بچھڑ کر کہیں دور نکل گئے،ایک دیہاتی نے ان کو مہمان رکھا،اکبر اس سے بہت خوش ہوئے اور کہا کہ دارالسلطنت میں آنا،چنانچہ وہ دہلی آیا،اکبر اس وقت

نماز پڑھ رہے تھے، نماز سے فارغ ہو کر دعا مانگی۔

دیہاتی نے یہ حالت دیکھی، جب دعا سے فارغ ہوئے تو پوچھا کہ تم کیا کر رہے تھے؟

اکبر نے کہا: خدا سے دعا کر رہا تھا اور مراد مانگ رہا تھا! کہنے لگا کیا تم کو بھی مانگنے کی ضرورت ہوتی ہے؟ اکبر نے کہا کہ بے شک! کہنے لگا کہ پھر میں اسی سے کیوں نہ مانگوں جس سے تم کو بھی ضرورت مانگنے کی ہوتی ہے۔

اہل علم کو چاہیے کہ اگر خدمت دین کریں تو نہ اس لیے کہ ہم کو نذرانہ ملے گا، خدا کی قسم خدا کا نام دونوں عالم سے بھی زیادہ بیش قیمت ہے، خوب کہا ہے:

ہر دو عالم قیمت خود گفتۂ
نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

''تو اپنی قیمت دونوں عالم کو بتلاتا ہے اور قیمت بڑھاؤ ابھی تو بہت سستا ہے۔''

(تکمیل الاسلام، ص:۶۴)

مفتی کو سائل کا تابع نہ ہونا چاہیے:

فرمایا...... جواب دینے والے کو سائل کے تابع نہ ہونا چاہیے بلکہ سائل کو اپنا تابع بنانا چاہیے اور اگر وہ تابع نہ رہے تو اس کو جواب ہی نہ دے، پس اگر یہ معلوم ہو کہ سائل منصف ہے اور طالب حق ہے اس کو ضرور جواب دے بلکہ اپنے کاموں کا حرج کر کے بھی اس کو جواب دینا چاہیے اور اگر متعنت ہے تو اس کو ہرگز جواب نہ دے۔ (تعظیم العلم، ص:۱۲۹)

علم کا شکر:

فرمایا علماء کے لیے علم کا شکر یہی ہے کہ وہ اسے ضائع نہ کریں۔ (اشرف العلوم، ص:۵۴)

طلبہ کے انتخاب کی ضرورت:

فرمایا...... میں مکرر کہتا ہوں کہ اہل مدارس کو طلبہ کا انتخاب کرنا چاہیے اور ان میں جو اہل نظر آئیں انہی کو پوری تعلیم اور انہی کو سند فراغ دینی چاہیے؛ مگر اب تو بلا یہ ہے کہ لوگوں کو انتساب کا شوق ہے کہ ہمارے یہاں سے اس سال اتنے آدمی فارغ ہوئے۔ اے صاحبو! ...... طلبہ کا فارغ کرنا بہت عمدہ ہے مگر وہ پہلے اہل تو ہوں۔ واللہ! کس قدر افسوس ہوتا ہے جب بعض فارغین کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ قرآن کے اعراب بھی صحیح نہیں پڑھ سکتے حالانکہ اس پر اعراب لگے ہوئے ہیں، وہ ان کو دیکھ کر بھی غلطی کرتے ہیں اور کتابوں کے اعراب تو وہ کیا خاک صحیح پڑھیں گے؟! بھلا ایسے

نااہلوں کے فارغ کرنے سے کیا خوشی ہوسکتی ہے بجز اس کے کہ اپنے ذمہ خیانت کا وبال رہے اور کچھ نفع نہیں۔

صاحبو!......مجھ کو سخت اندیشہ ہے کہ علماء سے خصوصاً اہل مدارس سے کہیں اس کی باز پرس خدا تعالیٰ کے یہاں نہ ہو اس کی اصلاح کی جلد فکر کیجیے۔

اسی ضمن میں فرمایا کہ کلکتہ کے ایک عالم نے مسئلہ رضاع غلط لکھا، علماء نے بالاتفاق اس پر دستخط کرنے سے انکار کردیا۔ آخر میں ان کو اپنی غلطی کا علم ہوگیا مگر بات کی پیچ بُری بلا ہے، انہوں نے اس مسئلہ میں ایک رسالہ لکھ مارا اور واہی تباہی سے اصل مطلب ثابت کرنا چاہا، اور پھر اس رسالہ کو اپنے استاد کے پاس لے گئے کہ اس مسئلہ میں کوئی میرے ساتھ نہیں آپ ہی میرا ساتھ دیجیے۔ استاد نے کہا یہ تو غلط مسئلہ ہے اس میں ساتھ کیونکر دوں؟ انہوں نے کہا کہ یہ تو میں بھی جانتا ہوں کہ غلط مگر اب تو زبان وقلم سے نکل گیا۔ اب تو جس طرح بھی ہو میرا ساتھ دیجیے مگر استاد نے ساتھ نہیں دیا۔ غرض ایسے لوگ مقتدا بنتے ہیں تو دین کو کھیل بنا دیتے ہی۔(تعظیم العلم، ص:۱۳۳،۱۳۴)

علماء کو امامت وغیرہ کے جھگڑے میں پڑنا مناسب نہیں!!:

فرمایا......گو میں کچھ نہیں ہوں مگر الحمدللہ اپنے اکابر کے اس طرز کا عاشق ہوں، اس کا یہ نتیجہ ہے کہ اس رمضان گزشتہ میں لوگوں نے جامع مسجد کی امامت کے لیے مجھ سے درخواست کی، حالانکہ امامت وخطابت قدیم سے ہمارے قصبہ میں خطیبوں ہی کے خاندان میں ہے جن میں سے میں بھی ہوں، مگر اب تک دوسرے خاندان کے لوگ امام تھے تو مجھے واللہ ایک دن بھی یہ وسوسہ نہیں آیا کہ اپنا منصب دوسرے کے پاس کیوں ہے؟ مگر اب بعض وجوہ سے لوگوں کو پہلے امام سے انقباض ہوگیا اور مجھے امام کرنا چاہا تو میں نے صاف کہہ دیا کہ جب تک خود وہ امام اجازت نہ دے میں امامت نہیں کرسکتا۔ چنانچہ خود ان لوگوں نے بھی درخواست کی تو میں نے منبر پر کھڑے ہو کر صاف کہہ دیا کہ میں اس وقت آپ لوگوں کے کہنے سے امامت قبول کرتا ہوں اور صاف کہتا ہوں کہ یہ میرا حق نہیں جیسا کہ عام طور پر لوگ اس کو اپنا حق سمجھ لیتے ہیں، نہ میرے خاندان کو اس حق کی میراث پہونچے گی اور میں صرف اس وقت تک امام رہوں گا جب تک آپ سب لوگ راضی رہیں اور اگر کسی ایک شخص کی بھی مرضی نہ ہو خواہ وہ جلاہا یا تیلی ہی ہو تو وہ ڈاک میں جس وقت بھی ایک کارڈ میرے نام ڈال دے گا کہ امامت سے الگ ہو جاؤ اسی دن میں امامت چھوڑ دوں گا، واللہ مجھے منبر اور وعظ وامامت کی خواہش نہیں کہ لوگ مجھ سے منبر اور وعظ وغیرہ کا کام لے لیں اور مجھے اس سے منع کردیں اور ایک حجرہ مجھے مل جائے تو میں اس پر راضی ہوں اور اگر حجرہ بھی چھین لیا جائے تو مجھے اس سے بھی دریغ نہیں ہیں اپنے گھر میں یا جنگل میں بیٹھ کر اپنے خدا کو یاد کرلوں گا۔

افسوس!......آج کل کے علماء کے اندر یہ بات نہیں دیکھی جاتی، بلکہ جگہ جگہ یہ سننے میں آیا ہے کہ وہاں امامت پر جھگڑا ہے، وہاں وعظ پر فساد ہے...... بات یہ ہے کہ مقصود جاہ ہے اس میں، دوسرا شریک ہوجاتا ہے تو ناگواری ہوتی ہے، خدا مقصود نہیں اگر خدا مقصود ہوتا تو یہ امامت ومنصب وبال جان معلوم ہوتا ہے۔(الفاظ القرآن، ص:۷۱،۷۲)

بعض علماء ومشائخ کا باہمی حسد:

فرمایا......معقولی علماء اور مشائخ میں یہ مرض خاص طور سے ہے کہ اپنے ہم پیشہ کے نام سے جلتے ہیں۔معقولی علماء کی تو یہ حالت ہے کہ (جوں ہی) دوسرے کا نام آیا اور جو منہ میں آیا کہنا شروع کردیا۔دوسرے مدرسہ کے طالب علموں کو طرح طرح کی ترکیبوں سے توڑتے ہیں۔

کانپور میں ایک مدرسہ تھا،اس میں دستار بندی کا جلسہ ہوا انہوں نے دوسرے مدرسہ کے ایک طالب علم کو جہاں ان کی زیادہ کتابیں ہوتی تھیں دستار بندی کے لیے کھینچا (ساری خرابی چندہ کی ہے، ہزاروں آدمیوں کا چندہ مدرسہ میں آتا ہے تو ان کو کارروائی دکھلانا بھی ضروری ہے اور وہ کارروائی یہی ہے کہ فارغ شدہ لوگوں کی تعداد زیادہ ہو اور اس کو کون دیکھتا ہے کہ جن کی دستار بندی ہوئی ہے ان کو کچھ آ بھی گیا ہے یا نہیں۔بس یہ فکر رہتی ہے کہ قوم کو گنتی گنا دیں، ایسا نہ کریں تو مدرسہ کی نیک نامی کیسے ہو؟ غرض اس طالب علم کو کھینچا اور چونکہ یہ اندیشہ بھی تھا کہ عین وقت پر دوسرے مدرسہ والے اس کو اپنی طرف لے جائیں، اس کے انسداد کے لیے یہ کیا کہ اس طالب علم کو کسی حیلہ سے بلا کر کوٹھڑی میں بند کردیا اور وہاں اس کی آسائش کا پورا انتظام کردیا کہ کوئی تکلیف نہیں ہونے پائی اور صبح کو عین وقت پر نکالا اور دستاری بندی کرکے چھوڑ دیا کہ جہاں چاہو جاؤ۔(القاف ملحقہ مؤاعظ ذکر وفکر، ص:۱۱۵،۱۱۶)

اہل علم کو سادگی اختیار کرنے کی ضرورت:

فرمایا......حدیث شریف میں وارد ہے کہ اَلْبَذَاذَةُ مِنَ الْاِیْمَانِ (کہ سادگی ایمان کا ایک شعبہ ہے) سو دیکھ لیجیے کہ ہم میں بذاذۃ اور سادگی پائی جاتی ہے یا نہیں؟!۔میرے خیال میں جہاں تک غور کیا جائے گا ہم میں سادگی کا پتا بھی نہیں ملے گا اور نہایت افسوس اس امر کا ہے کہ اس وقت خود اکثر اہل علم میں عورتوں کی سی زینت آگئی ہے۔

صاحبو! یہ ہمارے لیے دین کے اعتبار سے بھی اور دنیا میں بھی سخت نقص ہے، اس سے بجائے عزت بڑھنے کے اور ذلت بڑھتی ہے ہمارا کمال تو ہے کہ

اے دل آں بہ کہ خراب از مے گلگوں باشی
بے زرد گنج بصد حشمت قاروں باشی

وفاق المدارس العربیہ پاکستان

اے دل! بہتر یہ ہے کہ تو مئے گلگوں کو پی کر مست ہوجا اور بغیر کسی مال اور بغیر کسی خزانے کے قارون کی حشمت اور اس کا رعب پیدا کر۔

در رہ منزل لیلیٰ کہ خطر ہاست بجاں
شرط اول قدم آنست کہ مجنوں باشی

منزلِ لیلیٰ کے راستہ میں جس میں جان کا خطرہ ہے؛ میں پہلی شرط یہ ہے کہ تو مجنون بنے۔

ہمارے لیے کمال یہی ہے کہ نہ لباس میں کوئی شان وشوکت ہو نہ دوسرے سامان میں، مگر اس وقت یہ حالت ہے کہ اکثر طالب علموں کو دیکھ کر یہ نہیں معلوم ہوتا کہ یہ طالب علم ہیں یا کسی نواب کے لڑکے اور یہ کوئی دیندار ہیں یا دنیا دار۔(العمل للعلماء ملحقہ تدبیر وتوکل، ص:۲۶۶)

علماء کو بے ضرورت سوال کے جواب سے گریز کرنا چاہیے:

فرمایا اصل اکثر علماء کی باہم مخالفت قصور عوام کا ہے، مگر علماء کی بھی یہ کوتاہی ضرور ہے کہ کیوں فضول جواب کے لیے تیار ہوجاتے ہیں (مثلاً مفتی اول کا فتویٰ دوسرے مفتی صاحب کے سامنے بیان کیا تو کچھ سمجھنے میں اور کچھ روایت میں بے احتیاطی کی تو انہوں نے سوء ظن سے مفتی اول پر فتویٰ لگا دیا اور دل میں عداوت بٹھالی پھر یہ فتویٰ مفتی اول کے سامنے نقل کیا گیا جن کے فتویٰ کی مخالفت مفتی ثانی نے کی تھی تو انہوں نے ان پر کوئی تیز فتویٰ لگا دیا) جس کے نتائج یہ ہوتے ہیں۔

یہ کون سا کمال ہے کہ جواب میں سائل کے مذاق کا اتباع کیا جائے؟ جب ہم کو معلوم ہوجائے کہ یہ سوال بے ضرورت ہے اور اس کے یہ نتائج ہونے والے ہیں تو ہم سکوت کیوں نہ اختیار کریں۔ میں تو اس سوال کا جواب دینا بھی پسند نہیں کرتا جس میں کچھ مفاسد نہ ہوں لیکن بے ضرورت ہو، کیونکہ کم ازکم اس میں تضیع وقت تو ہے ہی۔(ذم المکرّوہات ص۱۰۲)

مدرسہ میں اہل کمال مدرسین کے تقرر کی ضرورت:

فرمایا......مدرس جتنا کم تنخواہ پر مل جائے اس کو مہتمم اپنی کارگزاری سمجھتے ہیں مقصود یہ ہوتا ہے کہ مدرسین کی تعداد بڑھالیں خواہ وہ فارغ التحصیل بھی نہ ہوں، بس تماشائیوں کو دکھلا دیا کریں کہ ہمارے مدرسہ میں اتنے مدرسین ہیں۔ صاحبو!......اہل کمال تو کسی فن کے بھی سستے نہیں آتے ور ایسے مدرسین سے اصل غرض تعلیم میں تخفیف ہوتی ہے۔ (ذم المکرّوہات۔ص:۹۲)

وفاق المدارس العربیہ پاکستان

علماء ومشائخ کو موجودہ طرز میں تبدیلی کی ضرورت:

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا...... اکثر علماء ومشائخ نے خود ایسا طرز اختیار کر رکھا ہے جس کی وجہ سے لوگوں کو ان کو نظر تحقیر سے دیکھنے کا موقع ملا۔ ہمارے بزرگوں نے ہمیشہ ایسے طرز سے بحمد اللہ اجتناب رکھا۔

ایک ثقہ شخص روایت کرتے ہیں کہ حیدر آباد دکن میں ایک رئیس کے پاس میں بیٹھا تھا، اس رئیس کے پیر صاحب آئے، نوکر نے اطلاع دی کہ حضور پیر صاحب تشریف لائے ہیں۔ اس رئیس نے یہ سن کر کہا کہ ''آ گیا خبیث ڈاکو، دنیا کو لوٹتا پھرتا ہے'' اور پھر دروازہ پر جا کر استقبال کیا اور بڑے احترام سے لا کر مسند پر بٹھایا۔ اور خود ایک طرف دو زانو ہو کر بیٹھا، معقول نذر دی جب وہ پیر صاحب چلے گئے پھر رئیس نے وہی الفاظ دہرائے کہ لوٹنے آیا تھا لوٹ گیا۔

راوی کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ آپ کے دل میں اعتقاد نہیں تو اکرام میں کیا مجبوری تھی؟

کہنے لگا کہ ''وضعداری!''۔

بس یہ وقعت ہے ایسے بے حیاؤں کی، یہ ان کی سزا ہے۔ خود ذلیل ہوئے اور طریق کو ذلیل کیا، شرم نہیں غیرت نہیں، اب ان پر قیاس کر کے یہ امراء سب ہی علماء ومشائخ کی تحقیر کرنے لگے، اس تحقیر سے ان سے بدتمیزی کی حرکات صادر ہوتی ہے اور مجھ کو ان حرکات پر تغیر ہوتا ہے گو خود وہ حرکات بڑی معمولی ہوتی ہیں سو مجھ کو جو ان لوگوں کی بعض چھوٹی حرکات پر اس قدر جلد تغیر ہوتا ہے وہ اس حرکت کی منشاء پر ہوتا ہے، یہ ملاؤں کو حقیر اور ذلیل سمجھتے ہیں ...... اور باقی ایسے امراء سے تعلق رکھنے کو میں منع نہیں کرتا جو دین اور اہل دین کا ادب کرتے ہیں مگر تملق کو ان کے منع بھی کرتا ہوں یہ تو ہرگز ہی نہیں چاہیے، خصوصا علماء کو ان کے دروازہ پر جانا اور وہ بھی چندوں وغیرہ کے سلسلوں میں، مجھ کو تو اس سے بہت ہی غیرت آتی ہے اور یہی طرز اپنے بزرگوں کو دیکھا، یہ ہی پسند ہے کہ بعض ان کو تکبر سمجھتے ہیں کہ مگر تملق کی بدنامی سے تکبر کی بدنامی میں مجھ کو لذت آتی ہے ان کو یہ تو معلوم ہے کہ ان کو ہماری ضرورت نہیں یہ ہم سے مستغنی ہیں۔ (الافاضات الیومیہ، ج:۷، ص:۲۲۲)

☆☆☆

افتاء کے میدان میں دیانت اور قضاء کا فرق

ایک اصولی تجزیہ

مولانا مفتی عبید الرحمٰن
جامعہ محمدیہ، مایار مردان

اصولِ افتاء سے متعلق ایک اہم مسئلہ قضاء اور دیانت کا بھی ہے؛ چنانچہ دسیوں بیسیوں مسائل ایسے ہیں جن کا حکم بیان کرتے ہوئے فقہاء کرام نے قضاء اور دیانت کا فرق ذکر فرمایا ہے کہ قضاء کے لحاظ سے تو اس حادثے کا حل یوں ہوگا اور دیانت کے اعتبار سے اس کا حکم یہ ہوگا۔ اسی سیاق میں بعض عبارات میں قاضی اور مفتی کا بھی ذکر آیا ہے کہ قضاء کا پہلو قاضی اختیار کرے گا اور دیانت کا پہلو اختیار کرنا مفتی کا کام ہے۔

قضاء اور دیانت کا یہ فرق کن کن مسائل اور کونسے ابواب میں جاری ہوتا ہے؟ اور اس کی نوعیت کیا ہے؟ اس سے متعلق شیخ محمد بوینوکالن نے ''کتاب الاصل'' پر اپنے فاضلانہ مقدمہ میں ایک باب قائم فرمایا ہے کہ حضرت امام محمد رحمہ اللہ نے کن ابواب ومسائل میں دیانت اور قضاء کا فرق کیا ہے، اس میں وہ تحریر فرماتے ہیں:

فرّق الشيباني في الأصل بين الحكم القضائي والحكم الديني – الأخلاقي في مواضيع كثيرة مثل الطلاق والإيلاء والعتق والنكاح والقصاص والنذر والرجعة والاستفادة من المال العام والربح المشتبه فيه. وأفاد أن القاضي قد يحكم في بعض الأحوال بحكم معين، لكن الحكم الذي يكون الشخص مسؤولاً عنه أمام الله قد يكون مختلفاً عن الحكم القضائي. وفي مثل هذه المسائل يستعمل للحكم القضائي عبارة "في القضاء"، وللحكم الآخر "فيما بينه وبين الله" ويقصد بقوله: "يُدَيَّنُ" الذي يستعمله مع العبارتين السابقتين كلتيهما أن الشخص يوثق بديانته ويقبل قوله في تفسيره لمقصوده من كلامه. وفي بعض المواضع يبين أن العقد جائز في القضاء مع كونه مكروهاً۔(۱)

ترجمہ: کتاب الاصل میں امام محمدؒ نے کئی ایک مقام مثلاً: نکاح، طلاق، ایلاء، عتق، نذر وغیرہ میں قضاء اور دیانت پر مبنی احکام کے درمیان فرق ذکر کرکے فرمایا ہے: کہ قاضی بسا اوقات کسی ایک متعین حکم پر فیصلہ کرنے کا پابند ہوتا ہے؛ مگر اس مسئلہ میں اللہ کے ساتھ بندے کا جو معاملہ ہے اور جس پر وہ کل بروز قیامت خداتعالیٰ کے سامنے جواب دہ

وفاق المدارس العربیہ پاکستان

ہوگا وہ پہلے حکم سے مختلف ہوتا ہے، پہلی قسم کے مسائل کے لیے امام محمد رحمہ اللہ ''فی القضاء'' اور دوسری قسم کے احکام کے لیے ''فی ما بینہ وبین اللہ'' کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں۔ اور جب لفظ ''یدین'' فرمائے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس شخص کی بات کا اعتبار ہوگا اور وہ اپنی بات کا جو مطلب بیان کرے اسے معتبر سمجھا جائے گا۔ بعض جگہ فرماتے ہیں کہ یہ معاملہ قضاء اور عدالتی کاروائی کی حد تک درست تصور ہوگا اگرچہ مکروہ ہے۔ یہاں مثال کے طور پر آٹھ ایسے ابواب ذکر کیے گئے ہیں جہاں امام محمد رحمہ اللہ نے قضاء اور دیانت میں فرق فرمایا ہے، وہاں قضاء کا حکم اور ہے اور دیانت پر مبنی حکم اور۔

مختلف مواقف اور ان کا جائزہ

پہلا موقف:

بعض لوگوں نے تو اس کا مطلب یہ لیا کہ شریعت کا اصل حکم وہ ہے جو دیانت کے اعتبار سے بتایا جاتا ہے، جہاں تک قضاء کا پہلو ہے تو وہ محض ایک انتظامی نوعیت کا مسئلہ ہے جس پر قاضیوں کو چلایا جاتا ہے؛ تاکہ ہیرا پھیری کی وجہ سے لوگ ایک دوسرے کے حقوق غصب نہ کرنے لگیں؛ لیکن ظاہر ہے کہ یہ خیال تو کسی طرح درست نہیں ہے، قضاء کو اس معنیٰ میں انتظامی معاملہ سمجھنا اور اس کی حیثیت اسی میں منحصر کرنا کسی طرح درست نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ مستند فقہاء کرامؒ میں سے کسی کے ہاں ہمیں یہ موقف نہیں ملا۔

دوسرا موقف:

بعض حضرات نے اس کی وضاحت یوں فرمائی ہے کہ دونوں شریعت ہی کے احکام ہیں؛ لیکن دونوں کا دائرہ کار الگ اور میدان مختلف ہیں؛ چنانچہ قضاء کے پہلو کی رعایت رکھنا قاضی کی ذمہ داری ہے، جو اسی کے ساتھ مخصوص ہے، مفتی اس پہلو کو اختیار نہیں کرسکتا ہے اور قاضی کا یہی دائرہ کار ہے لہٰذا وہ دیانت کے مطابق فیصلہ کرنے کا مُجاز نہیں ہے، اسی طرح دیانت کے پہلو کا بھی حال ہے کہ یہ پہلو مفتی کے ساتھ مخصوص ہے اور خود مفتی کا میدان عمل بھی یہی ہے، وہ اس سے تجاوز کر کے فیصلہ کرنے کا اختیار مند نہیں ہے۔ (۲)

اس بنیاد پر متاخرین فقہاء کرام اور معاصر اہل افتاء حضرات پر یہ اشکال کیا جاتا ہے کہ وہ طلاق وایمان وغیرہ کے مختلف مسائل میں دیانت کی بجائے قضاء کے پہلو پر کیوں فتویٰ دیتے ہیں جب کہ وہ اس کے مجاز ہی نہیں ہیں، اس نوعیت کی دیگر غلط فہمیاں اور اشکالات بھی جنم لیتے ہیں۔ (۳)

دوسرے موقف کا اصولی جائزہ:

جہاں تک اس موقف کی اصولی نوعیت کا سوال ہے تو حقیقت یہ ہے کہ کلی طور پر اس سے اتفاق کرنا مشکل

وفاق المدارس العربیہ پاکستان

ہے،اس میں درج ذیل تفصیل ہی درست معلوم ہوتی ہے:

الف: اگرکسی مسلمان بااختیار حاکم کی طرف سے ان دونوں منصبوں کی تقسیم کارعمل میں آئی اور انھیں کی طرف سے قاضی کومحض قضاء کے پہلو کے اعتبار سے فیصلہ کرنے کا اختیار دیا گیا اور مفتی کوصرف دیانت کے لحاظ سے مسئلہ بتانے کا پابند بنایا گیا ہو،تب تو اس کی پابندی ضروری ہے اور اس صورت میں قاضی دیانت کے مطابق فیصلہ کرنے اور مفتی قضاء کے مطابق فتویٰ دینے کا مجاز نہیں ہوگا؛ کیونکہ مباح انتظامی امور میں جب کوئی قانون وفیصلہ مصلحت پرمبنی ہوتو اس کی پابندی شرعاً ضروری ہوتی ہے، نیز چونکہ قاضی کومنصبِ قضاء اسی شرط کے ساتھ سونپ دی گئی ہے؛ اس لیے اس کی رعایت رکھے بغیر وہ شرعاً قاضی ہی متصور نہ ہوگا۔

ب: اگر حاکم کی طرف سے ایسی کوئی تقسیم اور میدان عمل کی تحدید نہ کی گئی ہو،تو اس کا یہ حکم نہیں ہے اور اس صورت میں مفتی صرف دیانت کے پہلو ہی کا پابند نہیں ہوگا۔

سات اصولی نکات:

اس سلسلے میں درج ذیل نکات کو سامنے رکھنا ضروری ہے:

۱......قاضی ہو یا مفتی، دونوں بہر حال شرعی حکم کے مطابق کارروائی کرنے کے پابند ہیں، قاضی شرعی ضوابط کے مطابق فیصلہ کرنے کا ذمہ دار ہے جب کہ مفتی شرعی حکم کے مطابق ہی فتویٰ دے گا۔

۲......چونکہ شرعی حکم صرف وہ نہیں ہے جس کو قضائی احکام کے ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے اور نہ ہی صرف اس میں منحصر ہے جس کو امور دیانت سے تعبیر کیا جاتا ہے؛ بلکہ دونوں ہی شرعی احکام کے ذیل میں داخل ہیں؛ لہٰذا اصولی لحاظ سے دونوں کے مطابق کارروائی کرنا درست ہے۔

۳......تاہم دونوں ہی کی ذمہ داری ہے کہ حکم کی اس ادائیگی میں شرعی مصالح کا بھرپور لحاظ رکھے اور ایک بڑی شرعی مصلحت یہی ہے کہ تہمت اور اس کے مواقع سے اپنے دامن کو بچاتے رہیں اور ظاہر ہے کہ اس بات کی نوبت قضاء کے باب میں زیادہ پیش آتی ہے، وہاں چونکہ فریقین تنازع ہی کی صورت میں سامنے آتے ہیں؛ اس لیے وہاں فیصلہ کے عمل میں تھوڑی سی بھی کمزوری سامنے آئے تو مخالف فریق اس کو ہوا دے کر تہمت وبدنامی کا ذریعہ بنا لیتے ہیں اور اس کی وجہ سے قضاء کا اہم اور بنیادی شعبہ سست رفتار بن جاتا ہے اور لوگوں کا ان پر سے اعتماد کا رشتہ رفتہ رفتہ کمزور ہونے لگ جاتا ہے یا کم از کم ان باتوں کا اندیشہ پیدا ہوتا ہے؛ جب کہ افتاء کے باب میں اس کی نوبت کم آتی ہے۔ قاضی کے بارے میں تو یہ بات بالکل واضح ہے کہ وہ صرف ظاہری بات کا مکلّف نہیں ہوتا؛ بلکہ مصالح کو مدنظر

رکھ کر فیصلہ کرتا ہے، مفتی کے متعلق بھی اہل علم نے اس بات کی تصریح فرمائی ہے۔

''اشباہ''میں ہے:

''المفتی إنما یفتی بما یقع عندہ من المصلحة کما فی مهر البزازیة. ویتعین الإفتاء فی الوقف بالأنفع له''۔(۴)

ترجمہ:''فتاویٰ بزازیہ'' میں ہے کہ: مفتی مصلحت دینی کے موافق فتویٰ دینے کا پابند ہے اور وقف کے مسائل میں وقف کے لیے مفید تر حکم پر فتویٰ دینا ضروری ہے۔

علامہ خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَإِذَا رَأَى الْمُفْتِی مِنَ الْمَصْلَحَةِ عِنْدَمَا تَسْأَلُهُ عَامَّةٌ أَوْ سُوقَةٌ أَنْ یُفْتِیَ بِمَا لَهُ فِیهِ تَأَوُّل وَإِنْ کَانَ لَا یَعْتَقِدُ ذٰلِکَ بَلْ لِرَدْعِ السَّائِلِ وَکَفِّهِ فَعَلَ فَقَدْ رُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَهُ عَنْ تَوْبَةِ الْقَاتِلِ فَقَالَ: لَا تَوْبَةَ لَهُ وَسَأَلَهُ آخَرُ فَقَالَ: لَهُ تَوْبَةٌ ثُمَّ قَالَ: أَمَّا الْأَوَّلُ: فَرَأَیْتُ فِی عَیْنَیْهِ إِرَادَةَ الْقَتْلِ فَمَنَعْتُهُ وَأَمَّا الثَّانِی: فَجَاءَ مُسْتَکِینًا وَقَدْ قَتَلَ فَلَمْ أُوَیِسْهُ۔(۵)

ترجمہ:''عوام الناس یا بازاری قسم کے لوگوں کے سوال کے وقت اگر مفتی مناسب سمجھے تو اپنے نظریہ کے خلاف قابل تاویل حکم جس میں سائل کی مصلحت ہو اس پر فتوی دے سکتا ہے، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک شخص نے قاتل کی توبہ کے بارے میں سوال کیا، انھوں نے فرمایا کہ قاتل کے لیے توبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ دوسرے شخص نے بھی یہی سوال کیا تو فرمایا کہ اس کی توبہ مقبول ہے۔ پھر فرمایا: پہلے شخص کے بارے میں مجھے پتہ چلا کہ وہ قتل کا ارادہ رکھتا تھا چنانچہ میں نے اس حکم کے ذریعے اسے اپنے ارادے سے باز رہنے کی کوشش کی اور دوسرا شخص قتل کر کے پشیمانی کی حالت میں آیا تھا میں نے اسے ناامید کرنا مناسب نہ سمجھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اسی واقعے سے استیناس کرتے ہوئے یہی بات امام نووی رحمہ اللہ بھی تحریر فرماتے ہیں:

قَالَ الصَّیْمَرِیّ إذا رأی الْمُفْتِی الْمصلحة أَن یُفْتِی الْعَامِیّ بِمَا فِیهِ تغلیظ وَهُوَ مِمَّا لَا یعْتَقدُ ظَاهره وَله فِیهِ تَأْوِیل جَازَ ذٰلِک زجراً لَهُ کَمَا رُوِیَ عَن ابْن عَبَّاس رَضِیَ اللّٰه عَنْهُمَا۔(۶)

ترجمہ:''اگر عام شخص کو مسئلہ بیان کرتے وقت مفتی اپنی رائے کے خلاف سائل کی مصلحت کے موافق قابل تاویل حکم میں شدت سے کام لے تو اس کی گنجائش ہے، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے اس طرح منقول ہے''۔

۴......قضاء اور افتاء کے کاموں میں اس بنیادی فرق کی وجہ سے فقہاء کرامؒ یہ تحریر فرماتے ہیں کہ قاضی ظاہر کا مکلّف ہے اور اسی کے مطابق فیصلہ کرنے کا ذمہ دار ہے، یہ چیز جب ضابطے کی حیثیت اختیار کر لے تو اس کے بعد قاضی کے خلاف تہمت یا بے اعتمادی پیدا کرنے کے اسباب کم یاب ہوں گے اور فتویٰ کے باب میں چونکہ ان باتوں کا عام طور پر سامنا نہیں ہوتا؛ اس لیے وہ مستفتی سے تنقیحات بھی کر سکتا ہے، نیت کے متعلق پوچھ گچھ بھی کر سکتا ہے۔

۵......غور کیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ جن مسائل میں قضاء اور دیانت کا فرق کیا گیا ہے، ان میں بیشتر مسائل اور ان کے باہم فروق کا حال یہ ہے کہ ظاہری اور سرسری لحاظ سے مسئلہ کا حکم ایک ہوتا ہے لیکن نیت وغیرہ عناصر کی وجہ سے اس کے حکم میں فرق آ جاتا ہے۔

مثال کے طور پر اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے کہتا ہے کہ: ''آپ کو طلاق ہے، آپ کو طلاق ہے، آپ کو طلاق ہے''اب ظاہر کے لحاظ سے دیکھا جائے تو لفظ میں طلاق واقع ہونے کی صلاحیت موجود ہے، کہنے والا بھی طلاق دینے کی لیاقت رکھتا ہے، جس کو طلاق دیا جا رہا ہے، وہ بھی طلاق دیے جانے کی اہلیت رکھتی ہے اور ایسا کوئی مانع موجود نہیں ہے جو طلاق کے واقع ہونے کو روک لے؛ لہٰذا تینوں طلاقیں واقع ہونی چاہییں؛ لیکن دوسری طرف اس پر غور کیا جائے کہ ایسا لفظ تاکید کے طور پر بھی استعمال ہو سکتا ہے اور اس صورت میں چونکہ یہ لفظ ایک سے زیادہ مرتبہ انشاء طلاق کے لیے استعمال نہیں ہے، لہٰذا دوسری اور تیسری طلاق بھی واقع نہ ہوگی۔ حضرات فقہاء کرام نے بھی اس کا لحاظ رکھا اور فرمایا کہ قضاء کے طور پر اس سے تینوں طلاقیں واقع ہو جائیں گی؛ لیکن اگر دوسری اور تیسری بار کہنے سے متکلم کا مقصود نئی طلاق دینا نہ ہو؛ بلکہ تاکید ہی مطلوب ہو تو اس صورت میں دیانۃً ایک ہی طلاق واقع ہوگی۔

اب اس مسئلہ میں شریعت کا حکم مختلف نہیں ہے؛ بلکہ ایک ہی ہے کہ یا تو تین طلاقیں واقع ہو کر حرمتِ مغلظہ ثابت ہوگی اور اس کے احکام لاگو ہوں گے اور یا ایک ہی طلاق واقع ہوگی جس میں شوہر کو عدت کے اندر اندر رجوع کرنے کا بھی اختیار حاصل ہوگا، اب قاضی ہو یا مفتی، دونوں شرعی حکم کے مطابق مسئلہ حل کرنے کے پابند ہیں؛ لیکن بعض شرعی مصالح کی وجہ سے قاضی کو ظاہر کا مکلّف ٹھہرایا گیا اور مفتی کو مزید تنقیح کا بھی اختیار کیا گیا۔

لیکن قاضی کی طرح مفتی بہر حال دیانت پر فتویٰ دینے کا پابند نہیں ہے؛ بلکہ درپیش حادثہ میں اصل شرعی حکم دریافت کرنے اور اسی کے مطابق فتویٰ دینے کا ذمہ دار ہے، وہ کبھی تو دیانت کے پہلو اختیار کرنے کی صورت میں ہوتا ہے؛ جب کہ کبھی قضاء کی جانب کے لحاظ رکھنے میں ہوتا ہے، مثال کے طور پر زید آتا ہے اور وہ اپنا واقعہ بتاتا ہے کہ میں نے اپنی مدخول بہا بیوی سے درج بالا الفاظ کہے ہیں اور مفتی کو سابقہ اقرار وغیرہ کسی ذریعہ سے معلوم ہے کہ اس نے کہتے وقت تاکید کی نیت نہیں کی تھی؛ لیکن اب اگر اس سے تنقیح کروائی جائے تو بڑے دعویٰ کے ساتھ یہی کہے

وفاق المدارس العربیہ پاکستان

گا کہ میں نے محض تاکید ہی کی نیت سے یہ الفاظ کہے تھے تو اس صورت میں مفتی کے لیے یہ درست نہیں ہے کہ ان باتوں کو جاننے کے بعد بھی اس سے تنقیح کروائے کہ دوسری اور تیسری بار کہتے وقت آپ کی نیت کیا تھی؟ بصورتِ دیگر یہ تعاون علی الباطل کی ایک صورت ہوگی۔

مفتی عمیم الاحسان صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَسْأَلَة: الْمُفْتِي يُفْتِي بالديانة يَعْنِي أَنه يحكم على حسب إِظْهَار الْمُكَلف سَوَاء كَانَ مُوَافقًا للظّاهِر أَو مُخَالفًا ويختارُ مَا هُوَ الْأَحْوَطُ فِي حَقه تنزهًا وتورعًا ويفوض أمره إِلَى الله فَإِن كَانَ صَادِقًا فِي إِظْهَاره يُجَازىٰ على حَسَبِ إِظْهَاره وَإِن كَانَ كَاذِبًا لَا يَنْفَعهُ حكم الْمُفْتِي وَعِنْدِي عَفَا اللّٰه عَنِي إِذا علم الْمُفْتِي حَقِيقَة الْأَمر لَا يَنْبَغِي لَهُ أَن يكْتب للسّائِل لِئَلّا يكون معينا على الْبَاطِل وَأَن كتب لَا يكْتب على مَا يُعلمهُ بل على مَا فِي السُّؤَال إِلّا أَن يَقُول إِن كَانَ كَذَا فَحكمه كَذَا وَأما الْقَاضِي فَيجب عَلَيْهِ الحكم بِظَاهِر حَال الْمُكَلف وَيلْزم بِمَا ثَبت عِنْده بِالْإِقْرَارِ وَالشّهَادَة۔(۷)

ترجمہ: ”مفتی دیانت والے پہلو پر فتویٰ دینے کا پابند ہے، یعنی وہ سائل کے سوال کے مطابق جواب دینے کا پابند ہے خواہ اس کی بات ظاہر کے موافق ہو یا مخالف، نیز وہ سائل کے حق میں احتیاط والے پہلو کو اختیار کر کے باقی معاملہ اللہ کے سپرد کرے؛ چنانچہ اگر واقعتاً وہ سچا ہو تو اس کے مطابق اسے بدلہ ملے گا ورنہ غلط بیانی کا اسے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ میری رائے یہ ہے کہ جب مفتی کو اصل صورت حال معلوم ہو تو پھر خلاف واقعہ سوال کے مطابق جواب لکھنے سے گریز کرے؛ تاکہ اس کے ساتھ گناہ کے کام میں مددگار شمار نہ ہو، اگر سوال میں ذکر کردہ تفصیل کے مطابق جواب لکھنا ضروری ہو تو پھر یہ بھی ساتھ لکھے کہ اگر واقعتاً بات اسی طرح ہو، تو جواب یہ ہوگا؛ البتہ قاضی کو اقرار یا شہادت سے جو معاملہ ظاہراً معلوم ہو وہ اس کے مطابق فیصلہ کرنے کا پابند ہے“۔

قضاء کے باب میں تو اس بات کی سیکڑوں مثالیں ہیں جہاں فریقین کی ظاہری باتوں پر آنکھیں بند کر کے اعتماد نہیں کیا گیا؛ بلکہ دیگر قرائن واحوال کی بنیاد پر حقیقت تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش کی گئی اور اسی کے مطابق فیصلہ کیا گیا؛ لیکن اگر سلف صالحین کے فتاویٰ پر نظر کی جائے تو اس سے اس بات کا ثبوت بہم پہنچتا ہے کہ مفتی بھی ہر جگہ صرف ظاہری بات کے جواب دینے کا پابند نہیں ہے؛ بلکہ وہ بھی موقع ومحل وغیرہ قرائن کو دیکھ کر اس کا لحاظ رکھ سکتا ہے اور اگر اس کو سائل یا سوال کی غلطی معلوم ہو جائے اور سمجھتا ہے کہ محض سائل کی بات پر جواب کی بنیاد رکھنا شرعاً غلط فہمیوں یا دیگر شرعی مفاسد کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتا ہے تو اس پر ضروری نہیں ہے کہ صرف مستفتی کی بات اور اس کی

نیت کے مطابق جواب دیدے؛ بلکہ شرعی مصالح کا لحاظ رکھ کر جواب دے سکتا ہے۔

۶......چھٹی ضروری بات یہ ہے کہ شرعی احکام کا قضائی پہلو بالکل نا قابلِ التفات نہیں ہے؛ بلکہ جیسا کہ پہلے درج کیا گیا ہے کہ یہ بھی شرعی حکم ہے اوراس کی اہمیت وافادیت سے بھی انکار نہیں ہے، اب موجودہ حالت میں جب ایسے قاضیوں کا وجود ہی ختم ہوگیا جو محض شریعت ہی کو بنیاد بنا کر فیصلہ کرتے ہوں تو اس حالت میں بھی اگر مفتی کو دیانتی پہلو پر فتویٰ دینے ہی کا پابند بنایا جائے تو دوسرا پہلو بالکل ترک ہو جائے گا؛ حالانکہ اس پہلو کے ساتھ بھی متعدد شرعی مصالح متعلق ہیں جن کا بالکل اعتبار نہ کرنا کسی طرح قرینِ مصلحت نہیں ہے۔اس سے بظاہر یہ خیال ہوتا ہے کہ نظام قضاء سے محرومی کے بعد اب منصبِ افتاء کی ذمہ داریوں میں مزید اضافہ ہوا۔

۷......قضائی اور دیانتی احکام کے درمیان ایک بنیادی فرق یہ ہے کہ قضاء میں ظاہر حال کا اعتبار ہوتا ہے جب کہ دیانتی امور میں صاحب واقعہ کی بات اوراس کی توضیح وتقیید کا اعتبار کیا جاتا ہے اوراس بات میں کسی عقل مند کو تردد نہیں ہے کہ بحالتِ موجودہ دیانت کا معیار گرتے گرتے بہت ہی پست ہو چکا ہے، اخلاقی پستی اور روحانی کمزوریوں کی وجہ سے سچ اور جھوٹ کے درمیان اب وہ فاصلے بالکل نہ رہے جو کبھی تھے؛ اس لیے بحالتِ موجودہ ہر حال میں دیانتی امور پر کار بند رہنے کی صورت میں اسی بات کا خطرہ ہے جو مفتی عمیم الاحسان صاحب رحمہ اللہ کے حوالہ سے پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ بہرصورت اس جمود کی وجہ سے اندیشہ ہے کہ ہمارے بہت سے فتاویٰ تعاون علی المعصیت کے زمرے میں نہ آجائیں۔

چند اشکالات اوران کا ازالہ:

اس تحقیق پر یہ اشکال ہوسکتا ہے کہ متعدد فقہائے کرام نے اس بات کی صراحت فرمائی ہے کہ مفتی دیانت کے مطابق ہی فتویٰ دے گا اور قضائی پہلو کا لحاظ رکھ کر فتویٰ دینا اس کے لیے درست نہیں ہے، چنانچہ ''بحر'' میں ''فتاویٰ بزازیہ'' سے نقل کیا گیا ہے:

وفي البزازية من كتاب الإيمان قبيل الثالث والعشرين المفتي يفتي بالديانة والقاضي يقضي بالظاهر إلى أن قال دل أن الجاهل لا يمكنه القضاء بالفتوى أيضًا فلا بد من كون القاضي الحاكم في الدماء والفروج عالمًا دينا كالكبريت الأحمر وأين الكبريت الأحمر وأين الدين والعلم .(۸)

ترجمہ: ''فتاویٰ بزازیہ میں ہے کہ مفتی دیانت والے پہلو پر فتویٰ دے اور قاضی ظاہر حال کے مطابق فیصلہ کرے۔ نیز فرماتے ہیں کہ جاہل قاضی فتویٰ دیکھ کر بھی فیصلہ کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا اور قصاص یا نکاح کے

مسائل میں آج کل کے ججوں کے لیے علمِ دین کی شرط ٹھہرانا، یہ ناممکن ہے''۔

''درمختار'' میں بھی یہی عبارت بزازیہ کے حوالہ سے نقل کی گئی ہے(۹)۔اور ان ہی جیسی عبارات سے ان اہلِ علم حضرات نے استدلال فرمایا ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ دیانت اور قضاء دو مختلف ابواب ہیں جن میں سے پہلا باب مفتی کے ساتھ جب کہ دوسرے قاضی کے ساتھ مخصوص ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ان عبارات میں جو بات ذکر کی گئی ہے وہ کسی مستقل ضابطہ کے طور پر نہیں ہے کہ یہی ضابطہ ہے؛ بلکہ ایک جزوی مسئلہ کے ضمن میں یہ بات آئی ہے؛ بلکہ حقیقت یہ معلوم ہوتی ہے کہ بحر اور درمختار میں بزازیہ کے حوالہ سے جو عبارت ذکر کی گئی ہے وہ وہاں موجود ہی نہیں ہے چنانچہ کافی تلاش کرنے کے باوجود بعینہٖ یہ عبارت وہاں نہ مل سکی، بحر میں بزازیہ کے جس کتاب و فصل کا حوالہ دیا گیا ہے، وہاں بھی اس عبارت کو تلاش کیا گیا؛ لیکن وہاں بھی ایسی کوئی عبارت نہیں ملی؛ بلکہ ان حضرات نے علامہ بزازی رحمہ اللہ کی بات کی روایت بالمعنیٰ کر کے یہ عبارت ذکر فرمائی ہے، بزازیہ کی اصل عبارت یہ ہے:

كل أمرأة يتزوجها فكذا ونوى امرأة من بلد كذا لا يصدق في ظاهر الرواية وذكر الخصافُ أنه يصدق وهذا بناء على جواز تخصيص العام بالنية فالخصاف جوزه وفي الظاهر لا وعلى هذا أخذ منه درهماً وحلفه على أنه ما أخذ منه شيئاً ونوى الدنانير فالخصاف جوزه و الظاهر خلافه والفتوى على الظاهر. وإذا أخذ بقول الخصاف فيما إذا أوقع في يد الظلمة لا بأس به وقد ذكروا عن السلف أن اليمين على نية الحالف إن كان مظلوماً وعلى نية المستحلف إن كان الحالف ظالماً وفي الديانة يصدق في الأحوال كلها بلا خلاف ومعناه أن المفتي يفتيه أنك غير حانث في اليمين بهذه النية لكن القاضي يحكم بالحنث ولا يصدقه كما إذا استفتى فيما إذا استقرض من رجل وأوفاه هل برء يفتي بالبراء ة لكن إذا سمعه القاضي يقضي بالمال إلا أن يبرهن على الإيفاء۔(۱۰)

ترجمہ: اگر کوئی شخص کہے کہ ''جس عورت سے میں نکاح کروں اسے طلاق'' اور ان الفاظ سے کسی خاص شہر کی عورت مراد لے تو ظاہر الروایۃ کے مطابق اس کی بات نہ مانی جائے گی؛ جب کہ امام خصاف رحمہ اللہ کے نزدیک اس کی بات مانی جائے گی۔یہ مسئلہ دراصل ''عام کو نیت کے ذریعے خاص بنانا'' اس قاعدہ پر متفرع ہے جو امام خصاف کے نزدیک درست اور ظاہر الروایۃ کے مطابق درست نہیں ہے۔اسی طرح اگر کوئی دوسرے سے درہم چرائے اور قسم کھائے کہ ''میں نے کچھ نہیں چرایا'' اور دل میں مراد دینار ہو تو اس مسئلہ میں بھی اس کی اس نیت کا امام خصاف کے

نزدیک اعتبار ہوگا ظاہرالروایۃ کے مطابق نہیں،اس مسئلہ میں فتوی اگرچہ ظاہرالروایۃ پر ہے تاہم اگر کوئی ظالموں کے ہاتھ پھنس جائے اورامام خصاف کے قول پر عمل کرے تو اس کی گنجائش ہے۔فقہاء جو یہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی مظلوم ہوتو اس قسم کے مسائل میں اس کی نیت کا اعتبار ہوگا ورنہ نہیں (یہ دراصل عدالتی کارروائی کے لیے ہے)اور دیانۃ ہر حال میں اس کی تصدیق کی جائے گی،مفتی اسے حانث نہ ہونے کا فتوی دے گا؛البتہ قاضی حانث ہونے کا فیصلہ کرنے کا پابند ہے اور نیت کے معاملہ میں خلاف ظاہر بات کی وہ تصدیق نہیں کرے گا۔مثلا کوئی شخص سوال کرے کہ قرض لے کر دوبارہ ادا کرنے سے ذمہ فارغ ہوتا ہے؟ تو مفتی جواب دے گا کہ ضرور؛مگر جب قاضی کو اس طرح معاملہ پیش ہوجائے تو وہ ادا کرنے پر گواہ پیش کیے بغیر اسے قرض ادا کرنے کا پابند بنائے گا اور محض اس کی بات کہ میں نے ادا کیا ہے اس کی تصدیق نہیں کرے گا۔

اس عبارت میں تعلیق طلاق کے دو مسئلے ذکر کیے گئے ہیں،دونوں مسائل کے مرکزی الفاظ میں ظاہری لحاظ سے عموم پایا جاتا ہے؛لیکن متکلم دعوی کرتا ہے کہ میں نے اس سے ایک خاص چیز مراد لی تھی،عموم مقصود نہیں تھی تو کیا اس کی بات کا اعتبار کیا جائے گا یا نہیں؟اس کے متعلق امام خصاف رحمہ اللہ کا ظاہرالروایۃ سے اختلاف کا ذکر کیا ہے اور حکم یہ بیان فرمایا ہے کہ دیانت کے لحاظ سے تو بہرحال متکلم کی بات معتبر ہوگی جب کہ قضاء کی رو سے اگر متکلم مظلوم تھا اور مظلومیت کی حالت میں ایسی تاویل کی تو اس کی بات معتبر ہوگی اور ظالم ہونے کی صورت میں اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔پھر دیانت کا معنیٰ بتاتے ہوئے یہ تحریر فرمایا ہے کہ اگر یہ شخص مفتی کے پاس آتا ہے تو وہ بہرحال اس کی نیت کا اعتبار کرے گا۔

اسی بات کو بحر اور درمختار وغیرہ کتابوں میں ''المفتی یفتی بالدیانۃ'' کے ساتھ نقل فرمایا ہے،لہٰذا بزازیہ میں کوئی قاعدہ کلیہ نہیں ذکر کیا جارہا کہ مفتی تمام مسائل میں بہرحال صرف دیانت کے مطابق ہی فتویٰ دینے کا پابند ہے۔

ایک تحفظ اور اس کا ازالہ:

قضاء اور دیانت کے متعلق ابھی تک جو تفصیل درج کی گئی ہے،اس پر بعض حضرات کی جانب سے یہ تحفظ بھی پیش کیا جاتا ہے کہ اس طرح مختلف فتاویٰ میں تعارض پیدا ہوجائے گا؛ چنانچہ ایک دارالافتاء سے دیانت کے مطابق جواب جائے گا اور دوسرے سے قضاء کے پہلو کے مطابق فتویٰ صادر ہوگا،اس کا جواب یہ ہے کہ:

الف:......اختلاف بذات خود کوئی مذموم یا ممنوع چیز نہیں ہے،خاص کر جب اختلاف کرنے والوں کی کسی کوتاہی کا اس میں دخل نہ ہو۔

ب:......یہ اختلاف صرف اسی صورت کے ساتھ ہی خاص نہیں ہے؛بلکہ ایک تو قضاء اور فتویٰ کا اختلاف خود بھی

وفاق المدارس العربیہ پاکستان

قابل لحاظ ہے اور ساتھ یہ بھی ہے کہ چونکہ دیانت میں مستفتی کی بات کا اعتبار کیا جاتا ہے اور اس کی بات میں تعارض نہ صرف ممکن ہے؛ بلکہ دینی انحطاط کی وجہ سے ہم خود آئے دن اس کا مشاہدہ بھی کرتے ہیں؛ لہٰذا اہلِ افتاء کو بہرحال دیانت پر مقصور رکھنے سے اختلاف بالکلیہ ختم نہیں ہوتا۔

ج:......فتویٰ میں تحدید پیدا کرنے کی بجائے اختلاف ختم کرنے کا اصل طریقہ یہ ہے کہ شرعی نظامِ قضاء کو بحال کرنے کی انتھک کوشش شروع کی جائے،حکومت کی طرف سے ایسے قضاۃ کا تقرر ہو جو شرعی تعلیمات کے خلاف قوانین کے مطابق فیصلہ کرنے کے بالکل پابند نہ ہوں؛ بلکہ دینی بنیادوں پر ہی ان کا انتخاب ہو جایا کرے اور اسی کے مطابق وہ فیصلہ کرنے کے پابند ہوں، ان کا عزل ونصب اور ترقی وتنزل وغیرہ سارے امور اسی بنیاد پر ہو جایا کریں۔ اگر حکومت اس اہم قضیہ کو حل کرنے کی طرف متوجہ نہیں ہوتی،تو مختلف طریقوں سے اس کی توجہ اس جانب مبذول کروائی جائے اور تدریج وحکمتِ عملی کے ساتھ مختلف ذرائع اختیار کر کے اس کو اس بات پر مجبور کیا جائے کہ وہ اس اہم مسئلہ کی جانب متوجہ ہو اور اس کے لیے کوئی معقول ومناسب؛ بلکہ مثالی اور قابل تقلید نظم قائم کرے۔ فقہ وفتویٰ کے لحاظ سے بیسیوں مشکلات کا حل اسی میں مضمر ہے۔

ہمارے یہاں آزاد علمی بنیادوں پر دارالافتاؤں کا نظام کسی نعمت سے کم نہیں ہے،موجودہ ملکی حالات میں آئے دن مختلف جگہوں سے اس کے خلاف آوازیں اٹھائی جاتی ہیں،شورشیں کھڑی کر دی جاتی ہیں جن کا اصل ہدف یہ ہوتا ہے کہ اس نظام کو ملیامیٹ کر کے حکومت کے ہاتھ میں اس کی نکیل تھما دی جائے،ایسے حالات میں ''نظامِ قضاء'' جیسے اہم پہلو کے قیام پر غور کرنے اور مناسب حال انتظام کرنے کی بجائے فتویٰ کے میدان کو محدود کرنے میں اندیشہ ہے کہ کہیں نادانستہ طور پر ان لوگوں کی تائید نہ ہو جائے جو فتویٰ کے موجودہ نظام کو ختم کرنے کے درپے ہیں۔

حواشی

(۱) الأصل للشيباني، ط: قطر، مقدمة، الفرق بين الحكم الدياني و القضائي، ص۲۷۔

(۲) حضرت علامہ انورشاہ کشمیری رحمہ اللہ نے اپنی دو کتابوں ''فیض الباری'' اور ''العرف الشذی'' میں اس موضوع پر کافی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے،فیض الباری میں اس مسئلہ کو پورے بسط کے ساتھ بیان فرمایا ہے جس کی عبارت تو کافی طویل ہے،تاہم اس سے درج ذیل باتیں مترشح ہوتی ہیں:

الف:......قضاء اور دیانت دو الگ الگ ابواب ہیں۔

ب:......قضائی احکام کا تعلق صرف قاضی کے ساتھ ہے جب کہ دیانت پر مبنی احکام صرف مفتی سے متعلق ہیں،لہٰذا قاضی کے لیے دیانت پر مبنی احکام کے مطابق فیصلے دینا جائز نہیں ہے؛ جبکہ مفتی کے لیے قضائی احکام کے متعلق مسئلہ کی رہنمائی کرنا

درست نہیں ہے۔

ج:......فقہی کتابوں میں عام طور پر قضائی احکام ہی لکھے ہوتے ہیں، دیانت پر مبنی احکام مطول کتابوں میں ٹٹولنے کے بعد مل سکتے ہیں، اس کی ممکنہ وجہ یہ ہے کہ خلافت عثمانیہ کے دور میں بیشتر حنفی علماء ہی کو منصبِ قضاء پر متعین کیا جاتا تھا اور وہ (اجتہادی صلاحیت نہ ہونے کی وجہ سے) فقہی کتابوں کو دیکھ کر ہی فیصلہ کرتے تھے؛ اس لیے اس وقت کے فقہائے کرام نے کتابوں میں قضائی احکام کو لکھنا شروع فرمایا۔ (فیض الباری، الفرق بين الديانة والقضاء، ج۱، ص۲۷۱۔ العرف الشذی، ابواب الطلاق، باب ماجاء في الرجل يطلق امرأته ألبتة، ج۲ ص۴۷۱)۔

اصول افتاء سے متعلق ایک ضروری تنبیہ: یہاں اس بات کی وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے کہ افتاء کے باب میں خاص انھیں کتابوں پر اعتماد کرنا ضروری ہے جو فقہی بنیادوں پر لکھی گئی ہوں، شروحِ حدیث وغیرہ موضوعات کی کتابوں سے استفادہ تو بہر حال مفید ہے؛ لیکن وہاں کی ہر بات اور ہر بحث کو بنیاد بنا کر فتویٰ دینا خلافِ ضابطہ کام ہے۔ اس کی ایک بنیادی وجہ یہ ہے کہ وہاں شارح/مؤلف اس بات کا التزام نہیں کرتا کہ جو توجیہ/شرح وہ ذکر کرتا ہے، وہ فقہی نقطہ نظر سے اس حد تک درست ومناسب بھی ہو جس پر فتویٰ دیا جائے۔ اسی طرح کسی شخصیت کی ذاتی تحقیقات اور ذوقی باتوں کو بنیاد بنا کر اس کے مطابق فتویٰ دینا بھی اصولی لحاظ سے بالکل غلط ہے۔

(۳) مثال کے طور پر دیکھیے: چند اصولی مباحث، از مولانا عتیق احمد بستوی صاحب، ص۳۳۱۔ ماہنامہ بینات، ذو القعدۃ ۱۴۴۲ھ، مضمون مولانا مفتی عبداللہ ممتاز قاسمی صاحب۔

(۴) الأشباه والنظائر لابن نجيم، الفنّ الثانی، كتاب القضاء والشهادات والدعاوى، ص:۱۸۹۔

(۵) الفقيه والمتفقه للخطيب البغدادى، ج۲، ص:۴۰۷۔

(۶) آداب الفتوى والمفتی والمستفتی، ص:۵۶۔

(۷) قواعد الفقه للمفتی عميم الاحسان، الرسالة الخامسة، أدب المفتی، ص:۳۴۲۔

(۸) البحر الرائق شرح كنز الدقائق، كتاب القضاء، ج۶، ص:۲۸۸۔

(۹) الدر المختار مع حاشية ابن عابدين، مطلب فی الاجتهاد وشروطه، ج۵، ص:۳۶۵۔

(۱۰) الفتاوى البزازية، الفصل الثانی والعشرون فی الحرف والفعال المتفرقة، ج۴، ص:۲۰۔

☆☆☆

وفاق المدارس العربیہ پاکستان

علمِ حدیث کے متعلق چند اہم نکات

محاضر: مولانا یاسر عبداللہ صاحب
استاذ جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی
ضبط وترتیب: مولانا طارق علی عباسی

معہد الخلیل الاسلامی بہادرآباد کراچی میں مؤرخہ 12 جنوری 2023 بروز جمعرات نمازِ مغرب وعشاء کے بعد حدیث کے موضوع پر ایک محاضرہ منعقد کیا گیا، جس میں جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے استاذ مولانا یاسر عبداللہ صاحب نے تخصص ومنتہی درجات کے طلبہ سے پرمغز اور سیر حاصل گفتگو کی، محاضرہ اگرچہ طویل ہے، لیکن اس کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے، تاکہ علمِ حدیث سے شغف رکھنے والوں کو ان مفید اور تحقیقی باتوں سے اپنی علمی پیاس بجھانے کا موقع مل سکے۔

علم سے نسبت کی قدر کیجیے:

آج کل مادیت کا دور ہے اور اس دور میں مادیت کا ایک سیلاب اُمڈ آیا ہے، اور جب کوئی وبا عام ہوتی ہے تو اس وبا کی لپیٹ میں ہر طبقہ آتا ہے، جس چیز سے ہمیں نسبت حاصل ہے، جس علم کو حاصل کرنے میں ہم لگے ہوئے ہیں، اور جس کے لیے ہمارے صبح وشام صرف ہو رہے ہیں۔ بدقسمتی سے اسی کے حوالہ سے ہم تردد اور احساس کمتری کا شکار ہیں، ہمارے دوست احباب اور تعلق والے جو مختلف یونیورسٹیوں اور کالجوں وغیرہ میں پڑھتے ہیں اور عصری علوم میں مہارت حاصل کر رہے ہیں، تو وہ بڑے فخر سے اپنی مہارتوں اور اپنی ڈگریوں کا تذکرہ کرتے ہیں، اور بعض اوقات ہمارے طالب علم ساتھی احساسِ کمتری کی وجہ سے یہ کہنا بھی گوارہ نہیں کرتے کہ میں حافظِ قرآن ہوں، یا میں مدرسہ میں پڑھتا ہوں یا قرآن وحدیث کا طالب علم ہوں، لہٰذا ہمیں اپنے سلف سے یہ سب باتیں سیکھنی ہیں۔ ہمیں بہت بڑی نسبت حاصل ہے کہ ہم حدیث کے پڑھنے پڑھانے والے ہیں، ہمیں بہت بڑی نسبت حاصل ہے کہ ہم مدرسہ سے جڑے ہوئے ہیں۔

علم حدیث معمولی علم نہیں ہے:

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہمارے اکابر میں سے ہیں، اور علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کے شاگردوں میں سے ہیں، ان کی کتاب معارف الحدیث عوام وخواص میں بڑی مشہور ہے، انہوں نے ایک جگہ لکھا ہے کہ علمِ حدیث کے ساتھ اشتغال فتنوں سے بچاؤ کا ذریعہ ہے، مختلف زمانوں میں امتِ مسلمہ پر مختلف قسموں کے

فتنوں کی یلغار ہوئی ہے، اور ہر فتنہ کی اپنی نوعیت تھی، اور امتِ مسلمہ نے ان فتنوں کا علمی، تحریری اور دیگر میدانوں میں مقابلہ کیا ہے، لیکن مجموعی طور پر امت میں فتنوں سے حفاظت کے لیے جو سب سے اہم ذریعہ ثابت ہوا ہے وہ علم حدیث ہے۔

اس بات کا ظاہری طور پر ہمیں مشاہدہ اس طرح ہوتا ہے کہ دین کا صحیح طور پر تصور حدیث کو چھوڑ کر آ ہی نہیں سکتا، اس لیے کہ قرآن مجید میں احکام کا اجمال اور کلیات ہیں، تفصیلات، جزئیات اور فروعات نہیں ہیں، ہمیں احادیث میں جزئیات اور فروعات ملتی ہیں۔ منکرینِ حدیث کا جو طبقہ ہمارے ہاں پیدا ہوا اور اس کی جو مختلف صورتیں ہیں، اس کے عروج اور آبیاری میں جس چیز نے سب سے زیادہ اثر ڈالا ہے وہ یہی ہے کہ انہوں نے امت کو حدیث سے کاٹنے کی پوری کوشش صرف کی، اگر امت کو فتنوں سے بچانا ہے تو فتنوں سے بچانے کا جو سب سے اہم ذریعہ ہے وہ علمِ حدیث ہے، امت کو فتنوں سے بچانے کے لیے قرآن وحدیث سے جوڑنا بہت ضروری ہے، حدیث قرآن ہی کی تشریح ہے۔

درسِ نظامی، علوم میں داخلے کا راستہ ہے:

ہمارا درسِ نظامی ہمیں ان علوم میں کامل نہیں کر دیتا، بلکہ ان علوم وفنون کی کنجیاں ہاتھوں میں دے دیتا ہے، ہمیں راہیں بتا دیتا ہے، اور انسان کی اصل علمی ترقی، وہ اس کی رسمی طالب علمی سے فراغت کے بعد کسی بھی میدان میں مزید محنت اور مطالعہ کے نتیجہ میں ہی ہوتی ہے، یہ جو ہمارے دماغوں میں ایک بڑی غلط فہمی ہے کہ جب ہم نے آٹھ سال پڑھ لیا تو گویا ہم عالم ہو گئے، ہم رسمی طور پر تو لوگوں کی نظروں میں عالم بن گئے، لیکن ایک عالم کے اندر جو اوصاف ہونے چاہئیں، اور علمی اعتبار سے جو صلاحیتیں درکار ہیں، وہ صلاحیتیں بھی محض درسِ نظامی پڑھنے سے نہیں ملتیں، یہ ایک حقیقت ہے، یہاں ہمیں یہ کہا جاتا ہے کہ علوم کی مبادیات آپ کو حاصل ہو گئیں اور علوم سے کسی درجہ میں مناسبت آپ میں پیدا ہو گئی، اب اس کے بعد آپ چاہتے ہیں کہ کسی فن میں اختصاص حاصل کریں تو آپ کے لیے میدان کھلا ہے آپ محنت کریں۔

اختصاص کے لیے ضروریات کا لحاظ رکھیے:

اختصاص کی کسی ایک میدان میں نہیں، بلکہ ہر میدان میں ضرورت ہے، ہمارے طلباء زیادہ تر تخصص فی الفقہ کی طرف مائل ہوتے ہیں، اور ہمیں اس کی ضرورت کا بالکل بھی انکار نہیں ہے، ضرورت کا انکار کیسے کر سکتے ہیں؟ لیکن سوال یہ ہے کہ آپ کسی بھی میدان میں تخصص کر کیوں رہے ہیں؟ کیا واقعی آپ کا یہی رجحان ہے؟ کیا خود میں اس کی صلاحیت زیادہ پاتے ہیں کہ اس میدان میں مزید آگے بڑھ سکتے ہیں؟ ہمارے طلباء کو طے کر لینا چاہیے کہ انہیں

وفاق المدارس العربیہ پاکستان

آگے کیا کرنا ہے؟ کچھ کرنے کے لیے لائن منتخب کرنی چاہیے۔

علم حدیث میں اختصاص کی ضرورت کیوں؟:

علومِ حدیث ایک بہت بڑا وسیع میدان ہے، محدثین کا جو ذخیرہ ہے، جس میں انہوں نے ان علوم پر بحثیں کی ہیں اور تحقیقات پیش کی ہیں، ان سے استفادے کے لیے بھی محنت کی ضرورت ہے۔

مختلف پہلوؤں سے ہمیں ان علوم میں محنت کی ضرورت ہے، مثلاً: ہمارے ہاں ضعیف اور موضوع احادیث کے بیان میں بہت بے احتیاطی ہے، یہ بات یاد رکھیے کہ کسی بھی کتاب میں کسی حدیث کا ہونا ہمارے اعتماد کے لیے کافی نہیں ہے، جب تک ہمیں اس کی تحقیق نہ ہو جائے کہ اس روایت کا درجہ کیا ہے؟ روایت قابلِ بیان ہے یا نہیں ہے؟ اس فن سے جب آپ اشتغال رکھیں گے تو اس کی اصطلاحات جان سکیں گے، ہمیں اس فن کے ساتھ اس قدر مناسبت ہو کہ ہم محدثین کی باتوں کو سمجھ سکیں۔

حدیث کے متعلق پانچ اہم نکات:

کسی حدیث کے متعلق پانچ باتوں کا جاننا بہت ہی ضروری ہے: (۱)- سند میں جتنے بھی راوی ہیں ان کا صحیح ضبط و تلفظ ادا کیا جائے۔ (۲)- سند میں مذکور راویوں کے حالات معلوم ہوں۔ (۳)- متن کا درست ضبط ہو۔ (۴)- صحت وضعف کے اعتبار سے حدیث کا حکم کا علم ہو۔ (۵)- فقہ الحدیث یعنی حدیث میں آنے والے مسائل یا اس سے جو احکام مستنبط ہوتے ہیں، ان کا علم ہو۔ پہلی چاروں امور کا تعلق براہ راست علومِ حدیث سے ہے۔

علمِ حدیث میں مہارت حاصل کرنے کا طریقہ:

کوئی بھی فن اور علم کوئی انسان اپنے ذاتی مطالعہ سے حاصل نہیں کر سکتا، ہر فن میں اہلِ فن کی صحبت اور ان کے ساتھ تعلق بہت ضروری ہے۔ بڑوں کے ساتھ رہنے میں ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ انسان لاشعوری طور پر ان سے متعلقہ فن کے علاوہ بھی بہت کچھ سیکھتا ہے، بڑوں کی مجلس میں بقدرِ ضرورت، قابلِ فہم اور قابلِ دریافت بات کی جائے، اور اساتذہ کے زیرِ سایہ ہی اپنی علمی، فکری اور عملی تربیت کی جائے، اس کے علاوہ علوم الحدیث میں پختگی حاصل کرنے کے لیے مطالعہ، تکرار مذاکرہ اور مستقل طور پر اس علم سے جڑے رہنا بھی بہت ضروری ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ان باتوں پر عمل کی توفیق عطا فرمائیں، آمین!۔

☆☆☆

وفاق المدارس العربیہ پاکستان

عظیم فقیہ ومحدث مولانا رشید احمد گنگوہیؒ

مولانا بدرالحسن القاسمی (کویت)

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ (متوفی:۱۱۷۶ھ) نے برصغیر میں جس تجدیدی عمل کی بنیاد رکھی تھی، ان کے باکمال صاحبزادگان نے اور خاص طور پر حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی (متوفی:۱۲۳۹ھ) نے اسے پروان چڑھایا، پھر ان کے حفیدِ سعید حضرت شاہ اسماعیل شہید اور ان کے مرشد سید احمد شہید نے اسی تحریک کی آبیاری میں اپنی جانیں دیں اور ہمیشہ کے لیے جریدہ عالم پر اپنی حیات جاودانی کا نقش قائم کیا۔

ہرگز نہ میرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدہ عالم دوامِ ما

دین کامل کی حفاظت، مسلمانوں کی شوکت وعظمت کی بحالی اور پوری انسانیت کے لیے دین محمد سے وابستگی میں ہی راحت وسعادت کا نسخہ کیمیا اس تحریک کا خلاصہ ہے۔

اس آبِ زلال کو ہر جاں بلب شخص تک پہنچانا اور دین مبین پر کہیں سے آنچ نہ آئے اس کے لیے ہمیشہ سر بکف رہنا اور شرعی نصوص کی ہر طرح کی ظاہری یا معنوی تحریف سے حفاظت کرنا ان کے وارثین نے اپنی زندگی کا مشن بنا لیا۔

اس گروہ کی خصوصیت علم میں؛ کمالِ زہد وتقویٰ میں بے مثال اور دین کی حفاظت اور شریعت کی طرف سے دفاع میں ہمہ دم مشغول اور جان ومال قربان کردینے کے جذبے سے سرشار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا مصداق:

یرث هذا العلم من کل خلف عدوله ینفون عنه تحریف الغالین و انتحال المبطلین وتاویل الجاهلین۔ (رواہ البیہقی)

اللہ تعالیٰ نے اس گروہ کے سرخیل ہونے کا شرف حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ (متوفی:۱۲۹۷ھ) اور ان کے ہم قلب وہم قالب فقیہ ومحدث قطبِ وقت حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے لیے مقدر کر رکھا تھا۔

علم وعمل، تقویٰ وطہارت اور اصلاح وتجدید کے بلند پایہ ستون یہی دو ہستیاں کہلانے کی مستحق ہیں، ان کا مقام

اتنا بلند ہے کہ عہد سابق کے ائمہ واعلام میں ان کا شمار ہونا چاہیے،ان کے علم میں اتنی پختگی اوران کے عمل میں اتنا رسوخ تھا کہ بغیر کسی تردد کے ان کو اسلامی تاریخ کے نامور علماء اور ائمہ دین میں شمار کیا جانا چاہیے۔

مولانا محمد قاسم نانوتویؒ باطل افکار وخیالات کی تردید اور گمراہ کن ادیان وملل سے وابستگان کی سرکوبی کے لیے بلا شبہ اپنے وقت کے رازی وغزالی کا مقام رکھتے تھے۔انہوں نے تحریف شدہ مسیحیت اور شاخ در شاخ پھیلنے والی وثنیت اور بوذیت کی بھرپور سرکوبی کی اور میلہ خدا شناسی کے دوران تمام ملل وادیان پر اسلام کی حقانیت کا سکہ جما کر چھوڑا۔ان کے چند مختصر رسائل اس وقت جدید علم کلام کی اساس کہلانے کے مستحق ہیں اور اپنے اندر تمام گمراہ کن افکار کی تردید کا سرمایہ رکھتے ہیں۔ان کی کتابیں حجۃ الاسلام،قبلہ نما،تقریر دل پذیر،براہین قاسمیہ،مباحثہ شاہجہاں پور اور درجنوں مفصل علمی مکاتیب عصر حاضر کا بہترین علمی تحفہ ہیں،جس پر جدید علم کلام کی بنیاد رکھی جاسکتی ہے۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے صحیح بخاری کے آخری چند اجزاء کے حواشی بھی مولانا احمد علی سہارنپوری کی فرمائش پر لکھے ہیں گو کہ کتاب پر ان کا نام مذکور نہیں ہے۔

صحیح بخاری کے جس حصے پر انہوں نے حواشی لکھے ہیں وہ مشکل سمجھے جاتے ہیں؛ جن میں ''اکراہ''،''حیل'' اور ''عقیدے'' کے مسائل ہیں اور امام بخاریؒ کی نکتہ آفرینیوں نے ان کو اور بھی نازک بنا دیا ہے،حضرت نانوتوی کے وہبی علوم اور خصوصی کمالات ان کے لکھے ہوئے حواشی بھی واضح دلیل ہیں۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کو اللہ رب العزت نے فقہ اور حدیث میں خصوصی مہارت سے نوازا تھا،فقہی بصیرت کا حال یہ تھا کہ امام العصر علامہ محمد انور شاہ کشمیری کے نزدیک ان کا مقام علامہ ابن عابدین شامی سے بڑھا ہوا تھا اور وہ حقیقی معنوں میں فقیہ النفس کہلانے کے مستحق تھے،علامہ کشمیری نے حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی کو بھی علامہ ابن عابدین شامی پر فقہی بصیرت میں فوقیت دی ہے۔

علم حدیث میں ان کے کمال کا اندازہ ''لامع الدراری شرح صحیح البخاری'' اور ''الکوکب الدری شرح سنن الترمذی'' اور ان کے دوسرے درسی افادات اور امالی سے لگایا جاسکتا ہے۔

صحیح بخاری جو اپنے تراجم ابواب کی باریکیوں کی وجہ سے ہمیشہ شارحین حدیث کے لیے ایک امتحان گاہ اور ذہنی جولانی دکھلانے کا میدان رہا ہے اور اس میں شک نہیں کہ ''تراجم ابواب'' پر جتنی محنت ہندوستانی محدثین نے کی ہے، ''بخاری'' کے عرب نامور شارحین سے وہ محنت اور نکتہ آفرینی نہ ہو سکی۔

جس میں خاص طور پر شاہ ولی اللہ دہلویؒ،مولانا رشید احمد گنگوہیؒ،شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ اور علامہ انور شاہ کشمیریؒ (ان کی نکتہ آفرینیاں صرف تراجمِ ابواب تک محدود نہیں،خود متن حدیث کی تشریح اور متعارض احادیث

وفاق المدارس العربیہ پاکستان

کے درمیان تطبیق تک پھیلی ہوئی ہیں)

ابواب کے درمیان مناسبتوں کے بیان میں مولانا فخر الدین احمد مراد آبادی کی کتاب "القول الفصیح بنضد ابواب الصحیح" بھی اچھی اور قابل ذکر ہے۔

مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث کی عربی کتاب "الابواب و التراجم" تمام اکابر حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی، حضرت شیخ الہند اور مولانا رشید احمد گنگوہی کی محنت کا خلاصہ ہے۔ انہوں نے امام بخاری کے تراجم قائم کرنے کے ستر اصول بھی ذکر کیے ہیں جو کہیں اور نہیں مل سکتے۔ بخاری شریف کی شرح "لامع الدراری" دراصل حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے افادات ہی کا مجموعہ ہے جو مولانا محمد یحیٰ صاحب کاندھلویؒ (مولانا محمد زکریا صاحب کے والد) نے عربی میں قلمبند کیے تھے اور ان پر گراں قدر تعلیقات لکھنے اور ان کو مرتب کرنے کا کام مولانا محمد زکریا صاحب نے انجام دیا ہے۔

حکیم الامت مولانا اشرف تھانویؒ: حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ دونوں کی الگ الگ خصوصیات کا ذکر فرمایا کرتے تھے، مولانا گنگوہیؒ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

"مولانا گنگوہیؒ دریا کو کوزہ میں بند کر دیتے تھے اور مولانا نانوتویؒ کوزہ سے دریا نکال لاتے تھے"۔ (جمیل الکلام ملفوظ نمبر:۲۲)

آپ کے فضل و کمال کا اعتراف ہر مکتب فکر کے لوگ کیا کرتے تھے، حضرت مولانا شاہ محمد حسین الٰہ آبادی کے سوانح نگار لکھتے ہیں کہ:

"ایک مولوی صاحب خدمت میں حاضر ہوئے اور "مسئلہ توحید" کے بارے میں گفتگو فرمائی، مولانا نے تشفی بخش جوابات دیئے تو وہ بہت مسرور ہوئے اور کہنے لگے: مولانا گنگوہیؒ کے یہاں مجھے یہ باتیں نہ ملیں" تو مولانا محمد حسین الٰہ آبادی نے فرمایا:...... "مولانا گنگوہی بہت بڑے شخص ہیں، ان میں صحابہ کی شان پائی جاتی ہے"۔ (سوانح مولانا محمد حسین الٰہ آبادی:۱۳۶)

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ علم و عمل اور تقویٰ و سلوک کے اس مقام پر تھے کہ:

۱......شرعی مسائل اور دینی حقائق کے بارے میں ان کا ذہن و دماغ ہر شبہ سے پاک تھا۔

۲......عبادتیں ان کے لیے عادت بن گئی تھیں جو بغیر کسی تکلف کے ادا ہوتی تھیں۔

۳......ان کی نظروں میں تعریف کرنے والے اور مذمت کرنے والے دونوں ایک درجہ میں تھے۔

جس سے ان کا علمی کمال، عملی کمال اور اخلاقی کمال تینوں ہی چیزیں واضح تھیں، جیسا کہ ان کے شیخ نے اس کا

اظہار کیا تھا۔

حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادیؒ سے کسی نے مولانا رشید احمد گنگوہی کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا:......''مولانا رشید احمد کا کیا حال پوچھتے ہو، وہ تو دریا پی گئے اور ڈکار نہیں لی''۔(تذکرۃ الرشید:۳۲۱)

ایک موقعہ پر فرمایا:......''ایک میں ہوں اور دوسرے مولوی رشید احمد تیسرے ایسا کوئی مل جائے تو ظلمتِ فلسفہ دور ہو جائے گی''۔(ارواحِ ثلاثہ:۳۴۸)

نامور محدث علامہ محمد یوسف بنوریؒ فرماتے ہیں:

''حضرت شاہ عبدالعزیز کے بعد حضرت گنگوہیؒ وہ واحد شخص ہیں جنہوں نے محض اپنے نورِ قلب سے حدیث کی مشکلات حل کی ہیں اور کچھ تھوڑا سا حصہ حضرت شیخ الہند کو بھی اس سے ملا ہے۔(بینات خاص نمبر)

حدیث نبوی کی تفہیم وتشریح میں حضرت گنگوہیؒ کے امتیازات اور آپ کی اس میدان میں خصوصیات کا ذکر کرتے ہوئے نامور محدث علامہ محمد یوسف بنوری تحریر فرماتے ہیں:

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی نے تفقہ فی الحدیث کا جو پودا لگایا تھا، حضرت گنگوہی نے اسے تناور درخت بنادیا، اسی طرح نورِ باطن اور تعلق مع اللہ سے حدیث سمجھنے کا سلسلہ حضرت گنگوہی پر ختم ہوگیا۔

مزید فرماتے ہیں کہ: حضرت گنگوہی کو اللہ تعالیٰ نے فقہاہتِ نفس سے سرفراز فرمایا تھا۔

مسلک حنفی کو ادلہ حدیث سے ثابت کرنا اور جو حدیث بظاہر مخالف نظر آئے اس کا جواب دینا حضرت گنگوہی نے اس فریضہ کو کامیابی سے ادا کیا۔ اس کے علاوہ فقہائے حنفیہ متاخرین کی تعریفات جو حدیث کے خلاف تھیں، ان کی فقہ حنفی سے براءت (ظاہر) کی۔ علاوہ ازیں فقہ میں توسع اور تضییق کے درمیان اعتدال کی راہ اختیار کی۔

شراحِ حدیث ابن بطال، مہلب، ابن التین، ابن المنیر، قاضی عیاض خطابی ابن حجر عینی رحمہم اللہ سے بہتر احادیث کی شرح کی۔''الکوکب الدری'' اور ''لامع الدراری'' میں اس کی بے شمار مثالیں ہیں، خصوصاً ''لامع'' میں حل تراجم کے سلسلے میں حضرت گنگوہیؒ کی ایسی توجیہات ہیں کہ عقل حیران ہے، حافظ ابن حجر اور عینی رحمہما اللہ کی توجیہات سے فائق ہیں۔(بینات کراچی علامہ بنوری نمبر:۱۰۴)

علامہ انور شاہ کشمیری جو اشخاص ورجال کے بارے میں الفاظ کے استعمال میں بے حد محتاط تھے اور وہ خود علم وفضل کے اس مقام پر تھے جس کی نظیر صدیوں میں نہیں ملتی، وہ حضرت گنگوہی کے علم وفضل کے نہ صرف گرویدہ ہیں؛ بلکہ اس کا برملا اظہار کرتے ہیں اور ان کو ''فقیہ النفس'' کے لقب سے یاد کرتے ہیں اور ان کو فقہی بصیرت میں علامہ ابن عابدین شامی سے فائق قرار دیتے ہیں۔

یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ:......لم اَر اَحداً اَعلمُ بمذهب الائمة الاربعة۔(الانوار:۱۸۲)

اپنے عربی زبان کے مرثیہ میں فرماتے ہیں:

امـــام قـدو ۃ عـــدل امـین	و نـور مستبیـن كـالـنهـار
فـقیـه حـافـظ علم شهیـر	كـصبـح مستـنیـر هدیٰ سار
الیـه الـمـنتهی حفظاً وفقها	واَضحیٰ فی الروایة كالمدار
ففی التحدیث رحلة كل راو	وفی الاَخبار عمدة كل قاری
فـقیـه النفس مجتهد مطاع	وكـوثـر عـلمه بالخیر جاری
واحـی سـنة كـانت امیتت	وان وضـح الـنهـار فـلا تمار

(نفحۃ العنبر :۲۸۱)

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کے بارے میں ان کے پیرو مرشد حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ نے لوگوں کی غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لیے تفصیلی مکتوب مشتہر فرمایا اس کے بعض جملے یہ ہیں:

''مولوی رشید احمد صاحب عالم ربانی، فاضل حقانی ہیں؛ سلف صالحین کا نمونہ ہیں''۔

''جامع الشریعۃ والطریقۃ ہیں، شب و روز خدا اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا مندی میں مشغول رہتے ہیں، حدیث پڑھانے کا شغل رکھتے ہیں، مولانا مولوی محمد اسحاق صاحب کے بعد میں اس قسم کا فیض علم دین کا مولوی صاحب سے جاری ہوا ہے۔''

''ہندوستان میں مولوی صاحب ایک فرد واحد ہیں، مسائل مشکلہ کی عقدہ کشائی مولوی صاحب سے ہوتی ہے۔''

حضرت حاجی صاحب فرماتے ہیں:

بعض جہلاء جو کہہ دیتے ہیں کہ شریعت اور ہے اور طریقت اور ہے، محض ان کی کم فہمی ہے۔طریقت بے شریعت خدا کے گھر مقبول نہیں، صفائی قلب کفار کو بھی حاصل ہو جاتی ہے، قلب کا حال مثل آئینہ کے ہے، زنگ آلود ہے تو پیشاب سے بھی صاف ہو جاتا ہے اور گلاب سے بھی صاف ہو جاتا ہے لیکن فرق نجاست وطہارت کا ہے۔ولی اللہ کو پہچاننے کے واسطے اتباع سنت کسوٹی ہے جو متبع سنت ہے وہ اللہ کا دوست ہے اور اگر مبتدع ہے تو محض بے ہودہ ہے۔خرقِ عادت تو دجال سے بھی ہوں گی، خدا فرماتا ہے:''قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ'' جو رسول اللہ کا پیرو نہ ہووے اور مروج بدعات ہووے، وہ خدا کا دوست نہیں ہوسکتا۔(۲۵ ذی قعدہ ۱۳۸۰ھ) (بقیہ:صفحہ نمبر:۲۶)

وفاق المدارس العربیہ پاکستان

سانحہ تاندہ ڈیم کوہاٹ

وفاق المدارس العربیہ کے رہنماؤں کے تعزیتی پیغامات

مفتی سراج الحسن
میڈیا کوآرڈینیٹر وفاق المدارس

29 جنوری 2023 بروز اتوار صوبہ خیبر پختون خوا ضلع کوہاٹ کے تاندہ ڈیم میں ایک کشتی ڈوبنے کا ایک المناک واقعہ پیش آیا۔جس میں مقامی ''مدرسہ عربیہ اسلامیہ میر باش خیل شاہ پور ضلع کوہاٹ'' کے شعبہ حفظ وناظرہ کے 56 طلبہ سوار تھے۔سانحہ میں ملاح سمیت مدرسہ کے 51 طلبہ شہید ہوگئے جبکہ صرف پانچ بچوں کو زندہ نکالا جاسکا۔

مہتمم مدرسہ مولانا شاہد نور صاحب کے مطابق سالانہ امتحان اور دستار بندی کی تقریب کے بعد بچوں کے سرپرستوں سے باقاعدہ اجازت لے کر بچوں کو سیر وتفریح کی غرض سے تاندہ ڈیم لے گئے جہاں المناک حادثہ پیش آیا،اس حادثے میں خود ان کا ایک بیٹا اور چھ بھانجے شہید ہو چکے ہیں۔

صدرِ وفاق المدارس العربیہ پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب زید مجدہ،سینئر نائب صدر حضرت مولانا انوار الحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ،ناظم اعلیٰ حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری صاحب دامت برکاتہم العالیہ،ناظم وفاق المدارس صوبہ خیبر پختونخوا حضرت مولانا حسین احمد صاحب دامت برکاتہم العایہ اور دیگر رہنماؤں نے افسوسناک واقعہ پر دلی دکھ کا اظہار کر کے غمزدہ خاندان سے تعزیت کا اظہار کیا۔

صوبائی ناظم وفاق حضرت مولانا حسین احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ افسوس ناک واقعہ رونما ہونے کے فوراً بعد ضلع کوہاٹ کے مسئولین مولانا مفتی عبدالحمید صاحب اور مولانا مجاہدین صاحب سے مسلسل رابطے میں رہے اور وقتاً فوقتاً حالات سے آگاہی حاصل کرتے رہے،اور دونوں مسئولین کو متعلقہ مقام اور متاثرہ مدرسے فوری پہنچنے کی ہدایات جاری کیں۔الحمدللہ دونوں مسئولین بروقت ڈیم پہنچے،متعلقہ مدرسہ میں تشریف لے گئے اور لاشوں کی تلاش کے تمام مراحل میں انتظامیہ کے ساتھ رابطہ میں رہے۔علاقائی ناظم وفاق حضرت مولانا مفتی عبیداللہ صاحب بھی اپنے تمام پروگرام چھوڑ کر جائے حادثہ پر بروقت پہنچے اور وہ بھی انتظامیہ کے ساتھ مسلسل رابطوں میں رہے۔ان

حضرات کی محنتیں اور کوششیں لائق صد تحسین وستائش ہیں۔اللہ تعالی ان حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

صوبائی ناظم وفاق حضرت مولانا حسین احمد صاحب دامت برکاتھم العالیہ نے جنازہ کے دن اپنی تمام ترمصروفیات ترک کرکے شہید بچوں کی اجتماعی جنازہ میں خصوصی شرکت کی۔شہید ہونے والے بچوں کے والدین اور مدرسہ کے مہتمم صاحب کے ساتھ تعزیت کی۔ان کو تسلی دے کر کہا کہ وفاق المدارس العربیہ غم کی اس گھڑی میں آپ کے ساتھ برابر کے شریک ہے۔ہماری ہمدردیاں آپ کے ساتھ ہیں۔اس ناقابل تلافی نقصان پر ہر دل دکھی ہے۔ اللہ تعالی پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور معصوم بچوں کی شہادت ان کے درجات کی بلندی کا ذریعہ بنادے۔

تعزیتی کلمات

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

بہت بڑے حادثے کا علم ہوا اور سخت صدمہ ہوا۔کوہاٹ میں بچے تفریح کے لیے ڈیم گئے،کشتی میں تھے،کشتی الٹ گئی جس میں ملاح سمیت مدرسہ کے 51 طلبہ شہید ہوگئے۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔یہ بہت بڑا حادثہ ہوا اور اس پر بہت صدمہ ہے۔بچے حفظ وناظرہ کے طالب علم تھے۔اللہ تعالی ان کے خاندان کے لیے تسلی کا سامان پیدا فرمائے اوران بچوں کی اس طرح شہادت خاندان کے لیے باعث اجر وثواب ہوگی،ان شاءاللہ۔اہلِ خاندان کو جو صدمہ پہنچا ہے اسے اللہ تعالی کے سوا کوئی دور نہیں کرسکتا۔اللہ تعالی سے صدق دل سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ ان کے خاندانوں کو صبر وسکون عطا فرمائے اور جو بچے زندہ نکالے گئے ہیں۔اللہ تعالی ان کو جلد از جلد صحت وعافیت عطا فرمائے۔بہت ہی سخت صدمہ ہے۔اس صدمے کے اوپر اللہ تبارک وتعالی سے رجوع کرنا چاہیے اور اللہ تعالی ہی سے مدد مانگنی چاہیے۔اللہ تعالی قدم قدم پر مدد فرمائے۔

تعزیتی پیغام

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری صاحب زید مجدہ السامی

ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

گزشتہ روز وفاق المدارس العربیہ پاکستان صوبہ خیبر پختونخوا کے ناظم حضرت مولانا حسین احمد صاحب نے مجھے اس افسوسناک،اندوہناک اور المناک واقعے کی اطلاع دی کہ مدرسہ عربیہ میر باش خیل ضلع کوہاٹ کے طلبہ کی ایک

وفاق المدارس العربیہ پاکستان

بڑی تعداد ڈیم میں سیر کی وجہ سے جاں بحق ہوگئی ہیں۔خود اس میں ادارے کے مہتمم مولانا شاہد نور صاحب کے بیٹے اور پانچ بھانجے بھی شامل ہیں۔اس افسوسناک خبر کے بعد جو کیفیت ہوئی اس کو لفظوں میں بیان نہیں کر سکتا۔میں اس سانحہ پر ادارہ کے مہتمم، تمام متعلقین اور اساتذہ کرام اور ان تمام شہید ہونے والے بچوں کے والدین اور خاندان سے اظہار تعزیت کرتا ہوں۔

وفاق المدارس العربیہ پاکستان اس غم میں دکھی خاندان کے ساتھ برابر کا شریک ہے۔یہ ہم سب کا مشترکہ صدمہ اور غم ہے۔لیکن اللہ کی تقدیر پر راضی ہونے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔صبر ہی سے کام لینا ہوگا کیونکہ صابرین کو اللہ تعالی کی نصرت نصیب ہوتی ہے اور ان کے لیے اور بھی بہت سی بشارتیں ہیں اسی لیے میں درخواست کروں گا کہ ہم سب اس موقع پر صبر کریں اور بچوں کے ترقی درجات کے لیے دعائیں مانگیں۔اللہ تعالی ان کے والدین، خاندان اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل اور اجر جزیل عطا فرمائے۔

بلا شبہ بچوں کو تو بہت بڑی فضیلت حاصل ہوگئی، کیونکہ وہ شہید ہیں۔حدیث مبارک میں ہے کہ جو علم حاصل کرتا ہوا فوت ہو جائے، دنیا سے چلا جائے تو اس کے اور انبیاء علیہم السلام کے درمیان صرف ایک درجے کا فرق ہوگا۔ جب کہ یہ تو حادثہ ہوا ہے اور حادثہ کی موت بھی شہادت کی ہوتی ہے اور پانی میں ڈوب کر کسی کو موت آجائے وہ بھی شہادت ہوتی ہے تو طلب علم میں تھے اور حادثہ تھا اور پھر پانی میں ڈوب گئے۔اللہ تعالی ان کے درجات کو بلند تر فرمائے۔ان کی جدائی کا غم اور صدمہ ضرور ہے لیکن اللہ تعالی نے ان کو شہادت سے نوازا ہے۔

حضرت مولانا حسین احمد صاحب اور میں نے بھی تمام مدارس اور جامعات سے اپیل دعاؤں کی اپیل کی ہے۔اہل مدارس ان کے لیے زیادہ سے زیادہ ایصال ثواب کریں اور ان کے والدین، مدرسہ کے متعلقین، اساتذہ اور ان کے تمام محبین کے لیے صبر جمیل کی دعائیں کریں۔اللہ تعالی ہم سب کو حادثات سے محفوظ رکھے اور اللہ تعالی اپنی تقدیر اور فیصلوں پر راضی رہنے والے بنائے اور ہمارے نونہال بچوں کے اللہ تعالی درجات کو بلند سے بلند تر فرمائے۔

> قوت تقریر کی طرح قوت تحریر بھی ایک انمول نعمت ہے؛ پس جس شخص کے ہاتھ میں قلم ہے وہ دراصل اس نعمت عظمیٰ سے مستفید ہونے جا رہا ہے؛ لہٰذا اس کے لیے ضروری ہے کہ کما حقہ اس نعمت کی قدر کرے؛ تاکہ یہ نعمت اس سے چھن نہ جائے؛ کیوں کہ جس نعمت کی قدر نہ کی جائے؛ اس پر شکر ادا نہ کیا جائے تو اکثر وبیشتر چھین لی جاتی ہے۔اس نعمت (قلم) کا شکر اور اس کی قدر شناسی یہ ہے کہ اسے لوگوں کی نفع رسانی اور انسانوں میں خیر پھیلانے کے لیے استعمال کیا جائے۔(حضرت مولانا نور عالم خلیل امینی رحمہ اللہ)

وفاق المدارس العربیہ پاکستان

وفاق المدارس العربیہ صوبہ بلوچستان کی سرگرمیاں

مولانا سید عبدالرحیم، چمن

مورخہ ۱۶ رجب المرجب ۱۴۴۴ھ کو ناظمِ وفاق المدارس العربیہ بلوچستان حضرت مولانا صلاح الدین ایوبی صاحب دامت برکاتہم (مہتمم جامعہ دارالعلوم چمن) کے زیرِ صدارت مدرسہ انوار العلوم حقانیہ قلعہ سیف اللہ میں ضلع ژوب اور ضلع لورالائی کے نگران اعلیٰ حضرات کا اجلاس ہوا، جس میں وفاق کیسالانہ امتحان کے حوالے سے تفصیلی تبادل؟ خیال کیا گیا، اجلاس سے مولانا صلاح الدین ایوبی صاحب نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ وفاق المدارس ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے، تعلیم وتربیت کی دُشمن قوتیں اس کی مخالفت میں مصروفِ عمل ہیں، ہمارا ناصر اور مددگار اللہ تعالیٰ ہیں، ہمیں ہر قسم کے تعلقات سے بالاتر ہوکر خدمت انجام دینی چاہیے، ہر قسم کے حساب وکتاب میں دیانت سے کام لینا چاہیئے، شرعی حدود کا خاص خیال رکھنا چاہیے، بدگمانی سے اجتناب کرنا چاہیئے، نظم وضبط اور انتہائی شفافیت سے وفاق کے قوانین کے تحت امتحان لینا ہر نگران اعلیٰ کی اوّلین ذمہ داری ہے، نگران اعلیٰ حضرات امتحان سے پہلے اپنے معاونین کو امتحان کے قوانین وضوابط سے آگاہ کر کے امتحان کا عمل شروع کریں، امتحان ہال میں ایسا پرسکون ماحول بنائیں کہ طلباء اطمینان سے اپنے پرچے حل کریں۔ اجلاس میں ضلع لورالائی کے مسئول مولانا عبدالمنان صاحب، ضلع ژوب کے مسئول (برائے بنات) مولانا منیب الرحمٰن صاحب، ضلع قلعہ سیف اللہ کے مسئول مولانا امان اللہ صاحب اور تمام امتحانی مراکز کے نگران اعلیٰ حضرات شریک رہیں۔

دارالعلوم چمن میں اجلاس اور امتحانی ہدایات:

مورخہ ۱۷ رجب المرجب ۱۴۴۴ھ کو نگران اعلیٰ حضرات کا دوسرا اجلاس جامعہ دارالعلوم چمن میں ناظمِ وفاق المدارس العربیہ بلوچستان حضرت مولانا صلاح الدین ایوبی صاحب کی سربراہی میں منعقد ہوا، بندہ راقم الحروف بھی شریک تھا، مولانا عبدالاحد صاحب نے تلاوت فرمائی، نگران اعلیٰ حضرات نے اپنا اپنا تعارف پیش کیا، اجلاس میں وفاق کے آنے والے امتحانات کے حوالے سے بات چیت ہوئی، مولانا صلاح الدین ایوبی صاحب نے شرکاء اجلاس کا شکریہ ادا کیا کہ اپنی مصروفیات کے باوجود تمام حضرات نے شرکت کی، انہوں نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ نگرانی کے عمل کو عبادت سمجھ کر ایسا انجام دیا جائے کہ مدارس کے درمیان بھائی چارے اور اخوت کی فضاء قائم ہو، انتقامی جذبہ سے کام نہ لیا جائے، امتحانی قوانین پر عمل کیا جائے، طلبہ کو نقل دینا ان کے ساتھ احسان نہیں بلکہ ظلم

اور خیانت ہے، امتحانی ہال میں نگران عملہ طلبہ کے میزبان ہیں، ان کو مارنے پیٹنے سے گریز کیا جائے، تحقیق پر اگر معلوم ہو کہ پرائیوٹ طلبہ شریک ہیں یا ان کی وضع قطع شرعی نہ ہو تو ان کی درست رپورٹ خفیہ طریقے سے تحریر کی جائے، نگران اعلیٰ کے علاوہ تمام عملہ موبائل کے استعمال سے اجتناب کریں، نگران اعلیٰ اپنے عملہ کی نگرانی کریں اور جس نگران کا اخلاقی کردار ٹھیک نہ ہو اس کی رپورٹ درج کریں، نگران اعلیٰ حضرات آپس کا رابطہ قائم رکھیں۔

راقم الحروف نے اجلاس سے خطاب کے دوران کہا کہ نگران حضرات کو اگر کوئی مسئلہ درپیش ہو تو ضلعی مسئول سے رابطہ کریں، نگران اعلیٰ حضرات امتحانی ہال میں معاونین کے لئے مخصوص جگہ کی تعیین کر دیں، بلاوجہ گھومنے پھرنے سے بچنے کی ہدایت کر دیں، طلبہ کو سوالیہ پرچہ سمجھانے کے لئے دو تین معاون نگران منتخب کریں، جوابی کاپیوں پر مہر تقسیم کے بعد لگالیں، امتحان کے قوانین اور ضوابط پر عمل پیرا ہونے کی تاکید کریں۔

جامعہ رحیمیہ کوئٹہ میں اجلاس:

مورخہ ۱۸ رجب المرجب ۱۴۴۴ھ کو تیسرا اجلاس جامعہ رحیمیہ کوئٹہ میں مولانا قاری غلام رسول صاحب (مسئولِ حفظ، کوئٹہ) کے زیرِ انتظام منعقد ہوا، اجلاس میں ناظم وفاق المدارس العربیہ بلوچستان حضرت مولانا صلاح الدین ایوبی صاحب، بندہ راقم الحروف اور درجہ حفظ کے ممتحنین حضرات شریک تھے، تلاوتِ کلامِ پاک کے بعد مولانا صلاح الدین ایوبی صاحب نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ وفاق کے قوانین کے مطابق امتحان لیا جائے، خیانت سے کوسوں دور ہو کر انتہائی دیانت اور اعتدال سے امتحان کا عمل سرانجام دیا جائے، قوانین میں نرمی نہ کی جائے جبکہ برتاؤ میں سختی نہ کی جائے۔ مولانا قاری غلام رسول صاحب (مسئولِ حفظ، کوئٹہ) نے شرکاء اجلاس سے امتحان کے قواعد وضوابط بیان کیے۔

چوتھا اجلاس ۲۳ رجب المرجب ۱۴۴۴ھ کو بروز بدھ کوئٹہ میں سالانہ امتحانات ہی کے حوالے سے منعقد ہوا، اجلاس کی صدارت ناظمِ وفاق المدارس العربیہ بلوچستان مولانا صلاح الدین ایوبی صاحب نے کی، آغازِ اجلاس تلاوتِ کلامِ پاک سے ہوا، صدرِ اجلاس نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ امتحان کے منتظمین حضرات اطاعت وتابعداری کو اپنا شعار بنائیں، اوپر والے حضرات نیچے والوں کی نگرانی کرتے رہیں اور نیچے والے ان کی اطاعت کرتے رہیں، ناظمِ اعلیٰ ناظمین کی، ناظمین نگران اعلیٰ حضرات کی اور نگران اعلیٰ حضرات اپنے معاونین کی نگرانی کرتے رہیں۔ سوالیہ پرچہ جات مقررہ جگہوں پر پہنچانے کا اہتمام کریں، امتحانی ہال میں نگران اعلیٰ کے سوا تمام عملہ اپنا موبائل بند رکھیں، ضوابط میں نرمی نہ کریں اور برتاؤ میں سختی نہ کریں۔ امتحانی مراکز کا معاینہ کرنے والے حضرات امتحانی کمیٹی کی جاری کی ہوئی ہدایات کے مطابق معاینہ کا عمل انجام دیں۔ امتحانی کمیٹی کی جاری کی ہوئی

ہدایات راقم الحروف نے شرکاءِ اجلاس کے سامنے بیان کیں۔

پانچواں اجلاس اسی تاریخ کو بوقتِ ظہر تین بجے کوئٹہ ہی میں منعقد ہوا، تلاوتِ کلام پاک کے بعد ناظمِ وفاق المدارس العربیہ بلوچستان مولانا صلاح الدین ایوبی صاحب نے شرکاءِ اجلاس سے خطاب کیا، حاضرین کا شکریہ ادا کیا، اور انہیں اللہ تعالیٰ کے شکر ادا کرنے کی طرف متوجہ کیا کہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ انہوں نے ہمیں اپنے دِین کی خدمت اور حفاظت میں لگائے ہیں۔ صبح کے اجلاس میں بیان کی ہوئی ہدایات کو دہرایا اور اس بات پر زیادہ زور دیا کہ امتحانات میں امانت ہی سے کام لیا جائے۔ اس کے بعد ضلع کوئٹہ کے مسئول مولانا حفیظ اللہ صاحب نے اپنے تجربات کی روشنی میں شرکاءِ اجلاس سے امتحانی ہدایات بیان کیں، اور دعا کے ساتھ اجلاس اختتام پزیر ہوا۔

جامعہ امام ابوحنیفہؒ مستونگ میں نگران اعلیٰ حضرات کا اجلاس:

چھٹا اجلاس 24 رجب المرجب کو بروز جمعرات جامعہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ضلع مستونگ میں منعقد ہوا، مولانا حفیظ اللہ صاحب (مسئولِ کوئٹہ) نے تلاوت فرمائی، ناظم وفاق المدارس العربیہ بلوچستان نے حاضرین سے خطاب کیا، شرکاءِ اجلاس کا شکریہ ادا کیا، وفاق المدارس کو اللہ تعالیٰ کی نعمت قرار دیا، نگران اعلیٰ حضرات کو امتحانات کی ذمہ داریاں بخوبی انجام دینے کی ہدایت کی، امانت سے کام لینے، نرمی اختیار کرنے، ضوابط پر سختی سے عمل کرنے اور برتاؤ میں نرمی کرنے کی تاکید فرمائی۔ دورانِ اجلاس ضلع مستونگ کے مسئول مولانا مولا بخش صاحب بھی تشریف لائے۔ اجلاس میں بندہ راقم الحروف، ضلع کوئٹہ کے مسئول مولانا حفیظ اللہ صاحب، ضلع مستونگ کے معاونِ مسئول مولانا سعید احمد صاحب و دیگر حضرات شریک تھے۔

جامعہ علوم شرعیہ خضدار میں اجلاس:

ساتواں اجلاس مذکورہ تاریخ کو بوقتِ دوپہر جامعہ علوم شرعیہ ضلع خضدار میں ہوا، مولانا حفیظ اللہ صاحب نے تلاوت کی، ناظمِ بلوچستان مولانا صلاح الدین ایوبی صاحب نے حاضرین کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مدارس دین کے قلعے ہیں، وفاق ان کی چھت اور سائبان ہے، اور وفاق نظم وضبط اور اطاعت ہی سے چلتا ہے، نیز نگران اعلیٰ حضرات کو امتحان کے دوران نرمی اور شفقت کا معاملہ کرنے کی ترغیب دی۔ اجلاس میں ضلع خضدار کے مسئول مولانا عبدالحکیم صاحب، ضلع کوئٹہ کے مسئول مولانا حفیظ اللہ صاحب، بندہ راقم الحروف اور علاقے کے نگران اعلیٰ حضرات شریک رہیں۔ دعا کے ساتھ یہ اجلاس بھی اختتام کو پہنچا...... للہ تعالیٰ الحمد أوّلا و آخرا۔

وفاق المدارس العربیہ پاکستان

تبصرہ کتب

مکاتب ومدارس کے مہتمم حضرات سے متعلق اہم مسائل اوران کا حل

جمع وترتیب: قاری محمد شفیق یوسف زئی،مولانا راشد اسلام یوسف زئی۔صفحات: 645۔طباعت مناسب۔
ملنے کا پتا:اسلامی کتب خانہ،بنوری ٹاؤن کراچی۔021-34927159

دینی مدارس کا وجود بلاشبہ انسانیت کے لیے ایک نعمتِ عظمیٰ ہے،ان داروں کو شرعی خطوط پر چلانا اوران میں پیدا ہونے والے مسائل کا شرعی حل تلاش کرنا ارباب مدارس کے ذمے لازم ہے۔دینی مدارس وقف ادارے ہوتے ہیں،یہ کسی کی ذاتی جاگیر نہیں ہوتے۔مدارس کا ایک ایک پیسہ،اموال کا ہر ہر جزو؛اور وہاں پڑھنے والے طلبہ اہل اہتمام کے ہاتھوں میں ایک گراں بار امانت ہوتے ہیں۔اہتمام وانصرام سے متعلق حضرات ان امانتوں کے متعلق عنداللہ مسئول ہیں۔اس لیے ضروری ہے کہ ارباب مدارس اجتماعی اموال کے متعلق خاص احتیاط کریں اور جہاں کہیں کچھ اونچ نیچ سامنے آئے اسے شریعت حقہ کی روشنی میں اول فرصت میں حل کریں۔

زیرنظر کتاب اسی جذبے سے ترتیب دی گئی ہے۔کتاب کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ دینی مدارس کے متعلق مسائل کا کافی حد تک احاطہ کیا گیا ہے۔کتاب پچیس ابواب پر مشتمل ہے،ابواب کی تفصیل یوں ہے:

(الف)......موضوع سے متعلق چند معتبر ومستند احادیث(ب)......مدرسین اور طلبہ سے متعلق شرائط وضوابط کا بیان۔(1)پہلا باب حقوق کے بیان میں۔(2)دوسرا باب ہدایات کے بیان میں۔(3)تیسرا باب مہتمم کی شرعی ذمہ داریاں اور اوصاف۔(4)چوتھا باب مہتمم سے متعلق مسائل کے بیان میں۔(5)پانچواں باب ضابطوں کے بیان میں۔(6)چھٹا باب ناظم یا نگران سے متعلق مسائل کے بیان میں۔(7)ساتواں باب طلبہ سے متعلق مسائل۔(8)آٹھواں باب سزاؤں سے متعلق مسائل۔(9)نواں باب خدمت سے متعلق مسائل۔(10)دسواں باب سفیر سے متعلق مسائل۔(11)گیارھواں باب فیس سے متعلق مسائل۔(12)بارھواں باب قرآن خوانی سے متعلق مسائل۔(13)تیرھواں باب امتحانات سے متعلق مسائل۔(14)چودھواں باب اسناد سے متعلق مسائل۔(15)پندرھواں باب تنخواہوں سے متعلق مسائل کے بیان میں۔(16)سولھواں باب جرمانے سے متعلق مسائل۔(17)سترہواں باب ختم قرآن،ختم بخاری ودستار بندی سے متعلق مسائل۔(18)اٹھارھواں باب زکوۃ،صدقات وعطیات سے متعلق مسائل۔(19)انیسواں باب مدرسے کے فنڈ کو مضاربت میں لگانا۔

وفاق المدارس العربیہ پاکستان

(20) بیسواں باب چھٹی سے متعلق مسائل۔(21) اکیسواں باب لنگر سے مختلف لوگوں کو کھانا کھلانے سے متعلق مسائل۔(22) بائیسواں باب اجتماعی قربانی سے متعلق مسائل۔(23) تیئسواں باب مدرسین کے جنازے میں شرکت سے متعلق مسائل۔(24) چوبیسواں باب فنڈ سے متعلق مسائل کے بیان میں۔(25) پچیسواں باب متفرق مسائل کے بیان میں۔

آغاز کتاب میں حضرت مولانا مفتی محمد ابراہیم صادق آبادی، حضرت مولانا فضل الرحیم اشرفی مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور، حضرت مولانا زاہد الراشدی (نصرۃ العلوم، گوجرانوالہ)، مولانا مفتی عبدالباری (جامعہ فاروقیہ کراچی)، مولانا مفتی احسان اللہ شائق (جامعۃ الرشید کراچی) اور دیگر اہل علم کی تقریظات شامل اشاعت ہیں، کتاب اس قابل ہے کہ ہر مہتمم، نائب مہتمم، اور ناظم مدرسہ کے دفتر کی زینت بنے۔

الکافیۃ

صفحات: 449۔ طباعت عمدہ۔ ملنے کا پتا: المصباح ناشران قرآن و کتب اسلامی 16۔ اردو بازار لاہور۔ 042-37311678

کافیہ درسِ نظامی میں شامل نحو کی ابتدائی اور اہم کتب میں سے ایک کتاب ہے۔ ’کافیہ‘ جمال الدین ابی عمرو عثمان بن عمر بن ابی بکر الکروی المالکی المعروف؛ با ابن حاجب کی تصنیف ہے۔ اس کی بے شمار شرحیں لکھی گئیں اور طلبہ کے لیے علم النحو کی تفہیم کے لیے آسانیاں بہم پہنچائی گئیں۔ زیر نظر نسخہ ملک کے معروف طباعتی ادارے ’’المصباح لاہور‘‘ کا شائع کردہ ہے۔ جو اپنی ظاہری اور معنوی خوبیوں میں اپنی مثال آپ ہے۔ اس نسخے کی جدید ترتیب، حواشی و تعلیقات؛ اور علامات ترقیم کے لیے ’’المصباح‘‘ نے اپنی لجنۃ التحقیق کے علماء سے بطورِ خاص مدد لی ہے۔ جامعہ اسلامیہ بابوزئی مردان کے استاذ مولانا سید شجاعت علی ہاشمی کے اشراف میں اسے پایۂ تکمیل تک پہنچایا گیا ہے۔

المعلقات السبع

صفحات: 207۔ طباعت: عمدہ۔ ملنے کا پتا: المصباح ناشران قرآن و کتب اسلامی 16 اردو بازار لاہور۔ 042-37311678

ادب جاہلی کے سات منتخب قصائد جو ’’المعلقات السبع‘‘ کے نام سے درس نظامی میں شامل ہیں۔ تاریخی اور ادبی اہمیت رکھتے ہیں۔ قدیم دور سے ہی ان معلقات کی شرح و توضیح علماءِ ادب کی دلچسپیوں کا سامان رہی ہے۔

زیر نظر مجموعہ بھی ’’المصباح‘‘ نے اپنے خاص انداز میں نہایت عمدگی کے ساتھ قاضی ابوعبداللہ حسن بن احمد زوزنیؒ

کی شرح اور مقدمے کے ساتھ شائع کیا ہے۔ متن کی صحت کا کافی لحاظ رکھا گیا ہے۔ اشعار کی شرح، مشکل الفاظ کے معنیٰ ومطالب اور مشکل مقامات کے حل پر کافی توجہ دی گئی ہے۔ باذوق طلبہ وعلماء کے لیے یہ بیش قیمت نسخہ ہے۔

رسالہ قدسیہ

تالیف: خواجہ محمد پارسا رحمہ اللہ تعالیٰ، ترجمہ: جناب ڈاکٹر نذیر احمد رانجھا۔ صفحات: 133۔ طباعت: مناسب۔ اعلیٰ پیپر۔ قیمت 320 روپے۔ ملنے کا پتا: خانقاہ سراجیہ کندیاں ضلع میانوالی۔ رابطہ نمبر 03008099774

''رسالہ قدسیہ'' نقشبندیوں کے امام حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ کے ملفوظات کا مجموعہ ہے۔ ان ملفوظات وکلمات کو آپ کے خلیفۂ خاص حضرت خواجہ محمد پارسا رحمہ اللہ تعالیٰ نے نہ صرف جمع کیا بلکہ ان کی اپنے خاص عرفانی انداز میں شرح بھی لکھی۔ خواجہ محمد پارسا رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس شرح کے آغاز میں ایک وقیع مقدمہ بھی تحریر فرمایا جس کتاب کی تالیف کا سبب، اولیاء کرام کی باتوں کی تدوین ونشر کی اہمیت، ان کی قدر وقیمت اور اجر کا ذکر فرمایا ہے۔ اس کے بعد ''کلمات قدسیہ'' کی تالیف کو بارہ فصول میں مکمل کیا ہے۔ اصل کتاب فارسی زبان میں ہے۔

محترم ڈاکٹر نذیر احمد رانجھا صاحب زید مجدہم باتوفیق بزرگ ہیں، انہوں نے کتاب کا رواں اردو ترجمہ کرکے جہاں حضرت خواجہ نقشبند رحمہ اللہ کے علوم ومعارف کو عام کرنے کی سعی فرمائی وہیں اردو خواں طبقے پر بھی احسان کیا ہے؛ کہ جو باذوق لوگ فارسی سے ناواقف ہیں ان کے لیے اردو زبان میں ایک بیش قیمت رسالہ ہاتھ آگیا ہے۔

مجموعہ رسائلِ سُلوک

مترجم: جناب ڈاکٹر نذیر احمد رانجھا۔ صفحات: 114۔ طباعت: مناسب۔ قیمت 300 روپے۔ ملنے کا پتا: خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ، کندیاں ضلع میانوالی۔

زیر تبصرہ کتابچہ تین رسائل کا مجموعہ ہے:

۱۔ ''مراتب الوصول''...... حضرت شاہ رؤف احمد مجددی قدسی سرہ مع مکتوبات حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ۔

۲۔ ''رسالہ سلوک طریقہ نقشبندیہ مجددیہ''...... حضرت شاہ غلام علی قدس سرہ مع مکتوبات

۳۔ وصیت نامہ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمہ اللہ

ان تینوں رسائل کا جناب ڈاکٹر نذیر احمد رانجھا صاحب زید مجدہم نے ترجمہ کرکے انہیں نئے سرے سے مرتب کیا ہے، ان رسائل میں نقشبندی طریق کے متعلق مستند اور اہم معلومات بھی آگئی ہیں۔ اہل ذوق وشوق کو اس مجموعہ سے ضرور استفادہ کرنا چاہیے۔